باب 1

اسلام اور پاکستان

(Islam and Pakistan)

سوال 1: اسلام پاکستان کی نظریاتی اساس ہے۔ بحث کریں۔ (BWP. GI. 2023) (MLN. GI. 2024)

جواب: نظریہ کا لغوی مفہوم

نظریہ کے لیے انگریزی لفظ آئیڈیا لوجی (Ideology) استعمال کیا جاتا ہے جو ایک فرانسیسی لفظ کا ترجمہ ہے۔ یہ دو اجزا ''آئیڈیا (Idea)'' اور ''لوجی (Logy)'' پر مشتمل ہے۔ نظریہ کے لفظی معنی سوچ، فکر یا مقصد کے ہیں۔ نظریے کا مفہوم اندازِ فکر اور تصورِ حیات وغیرہ ہے۔ نظریہ سے مراد وہ تہذیبی یا معاشرتی لائحہ عمل ہے جو حالات و واقعات کی روشنی میں کسی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جائے۔

نظریہ کا اصطلاحی مفہوم

نظریہ کے اصطلاحی مفہوم سے مراد ہے کہ اس سے انسانی زندگی کا ایسا نظام وجود میں آتا ہے جس میں اعتقادات اور زندگی کے مقاصد شامل ہوں۔ نظریہ کسی بھی معاشرہ کو ایسی شکل میں لے آتا ہے جس میں افراد کے اعتقادات، رسم و رواج اور مذہبی معاملات مشترکہ ہوتے ہیں۔

ورلڈ انسائیکلوپیڈیا (World Encyclopaedia) کے مطابق ''نظریہ (Ideology) ان سیاسی اور تمدنی اصولوں کا مجموعہ ہے جن اصولوں پر کسی قوم یا تہذیب کی بنیادیں قائم ہوتی ہیں۔''

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (Encyclopaedia Britannica) کے مطابق ''کسی خاص نظامِ فکر کی روشنی میں سیاسی مسائل کا ایسا تجزیہ جس میں عملی پروگرام بھی موجود ہو نظریہ کہلاتا ہے۔''

نظریہ کی جامع تعریف

نظریہ سے مراد ایسا ضابطہ یا پروگرام ہے جس کی بنیاد دینِ فلسفہ، سوچ بچار اور تفکر پر رکھی گئی ہوں اور اس کے علاوہ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں یعنی سیاسی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی مسائل کے حل کے لیے کوئی لائحہ عمل ترتیب دیا گیا ہو۔

اسلامی نظریہ

اسلامی معاشرہ دوسرے معاشروں کے مقابلے میں بالکل منفرد اور جدا ہے۔ یہ معاشرہ الہامی اصولوں اور ان نظریات پر قائم ہے جو قرآن مجید اور رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کی سنت سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اس معاشرے میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کو پرکھنے اور جانچنے کے لیے قرآن و سنت کو پیمانہ اور معیار قرار دیا گیا ہے، اسی لیے اسلام میں زندگی کے تمام اصول و ضوابط قرآن و سنت کے مطابق ترتیب دیے گئے ہیں۔ حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر   خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

اسلامی نظریہ کے ماخذ

کسی بھی نظریے کے اثرات کا انحصار افراد کے خلوص، لگن، وفاداری اور وابستگی پر ہوتا ہے۔ اسلامی نظریہ افراد کے ذہنوں پر فطری طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے۔ اس طرح اسلام کے ابدی اصولوں پر افراد کا ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔ اسلامی نظریہ کے ماخذ درج ذیل ہیں:

1- قرآن مجید: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس کتاب کے احکامات اسلام کی بنیاد ہیں۔ ان سے سیاسی، معاشی اور معاشرتی قوانین اور حقوق کے حوالے سے تفصیلاً اور مکمل راہ نمائی حاصل ہوتی ہے۔ اس کی بدولت انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی خوش گوار، پُرامن اور بامقصد بن جاتی ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے جسے خود خالق کائنات نے نازل فرمایا ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بے شک ہم نے اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں''۔ قرآن مجید انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں زندگی کی حقیقت، خیر و شر، حلال و حرام، اخلاقی و معاشرتی تعلیمات غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہ نمائی موجود ہے

جو ہر زمانے اور خطے کے انسانوں کے لیے مفید ہے۔ قرآن پاک انسان کی انفرادی زندگی، اس کے اجتماعی حقوق و فرائض، اس کے معاشی و اقتصادی امور کے متعلق بنیادی ہدایات، سیاسی و بین الاقوامی معاملات اور اخلاقی رویوں کے متعلق جامع تعلیمات پیش کرتا ہے۔ انسان کی دنیا و آخرت کی حقیقی فلاح کا دارومدار اس کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔

2- **رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی سنت:** ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اسلامی احکامات کو اپنے اقوال وافعال سے واضح فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کی مفصل تشریح حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی سنت سے ملتی ہے جو اسلامی اصول وقوانین کا سرچشمہ ہے۔ سنت ایک عربی اصطلاح ہے جس کے لفظی معنی ایسا راستا کے ہیں جس کی پیروی کی جائے۔ قرآن مجید اسلامی اصول وضوابط کے بنیادی خدوخال کو بیان کرتا ہے لیکن ان کی تشریح وتوضیح حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی احادیث سے ملتی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور بندگی کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی محبت واطاعت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا اسوہ حسنہ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت تا ابد مشعل راہ ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات سے بین الاقومیت کا تصور اُبھرا۔ ایک مرکز، ایک اسوہ اور ایک صحیفہ ہدایت نے نسل انسانی کو وحدت سے آشنا کر دیا ہے، اس لیے سنت نبوی ﷺ کی پیروی اور اتباع سے ہی احکام الٰہی کی پابندی ممکن ہے۔ اسی میں دنیا کی بھلائی اور اسی میں آخرت کی نجات ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان ایمان، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد ہیں جن کی تفصیلات حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے اقوال وافعال سے بیان فرمائی ہیں۔

3- **رسم ورواج:** رسم ورواج سے مراد رہن سہن کے طور طریقے ہیں جو کسی قوم کی شناخت ہوتے ہیں۔ مختلف علاقوں میں مختلف رسم ورواج پائے جاتے ہیں جو اس معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں خوشی، غمی اور شادی بیاہ کی تقریبات میں جیسے ہندوؤں اور دیگر مذاہب میں موت کے بعد کفن دفن کا طریقہ وہ نہیں جو اسلام میں رائج ہے۔ اسی طرح شادی کی رسمیں اور تہوار بھی الگ تھلگ ہیں۔ اسلام ایسی رسموں کی اجازت دیتا ہے جو اس کی بنیادی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں۔ جن سے کفر وشرک اور انسانیت کی تذلیل نہ ظاہر ہوتی ہو۔ رسم ورواج اور اقدار وروایات اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہوں تو مسلمانوں کو ان کے اپنانے کی اجازت ہے۔ وہ انھیں اپنے مخصوص خطے یا علاقے میں اختیار کر سکتے ہیں۔ ان میں میلے، اجتماعات اور دیگر تقریبات شامل ہیں۔

نظریہ کی اہمیت

1- **خیالات کا عکاس:** نظریہ افکار وخیالات کا عکاس ہوتا ہے۔ یہ معاشرے میں بسنے والے افراد کے رہن سہن، سوچ وبچار، طرز فکر اور باہمی تعلقات کے اصول وضوابط متعین کرتا ہے۔ اس کی بدولت کسی خاص مقصد کے حصول کے لیے قوم کی اجتماعی سوچ کسی ایک بات پر متفق ہو جاتی ہے۔ اقوام کا وجود اسی فکری ہم آہنگی اور سوچ سے قائم رہتا ہے۔ کسی بھی معاشرے کی یہی خاص پہچان بن جاتی ہے۔

2- **قومی اتحاد کا سرچشمہ:** نظریہ قومی اتحاد کا سرچشمہ ہے۔ یہ کسی قوم کے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتا ہے اور ان میں اتحاد ویگانگت پیدا کرتا ہے۔ اس کی بدولت کوئی بھی قوم ترقی کی منازل طے کرتی ہے اور خوش حالی اس کا مقدر بنتی ہے۔ نظریہ قوم کو متحد رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ایک ہی نظریہ پر کاربند معاشرے باہم اتحاد اور یک جہتی سے اعلیٰ ترین مقاصد حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کی واضح مثال مملکت خداداد پاکستان کا قیام ہے۔ برصغیر پاک وہند کے مسلمان نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان کی بدولت باہمی اتحاد واتفاق پر عمل پیرا تھے۔ اسی منفرد اور مخصوص نظریے کی طاقت تھی جس نے ان لوگوں میں اتحاد اور اتفاق کی قوت پیدا کر دی، یوں انھوں نے انگریز سامراج، ہندو بنیے اور دیگر مخالفتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور وطن عزیز حاصل کیا۔

3- **رضائے الٰہی کا حصول:** اسلامی نظریہ انسانوں کو فلاح وبہبود کے لیے جدوجہد کرنے پر ابھارتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ جدوجہد اقوام کے لیے زبردست قوت محرکہ کا کام دیتی ہے۔ اس نظریے کے مطابق انسان کا ہر عمل اپنی ذات اور ذاتی مفاد پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ اس کے پس پردہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا ہوتی ہیں۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے اس معاشرے کا ہر فرد ذاتی طمع، حرص وہوس کو چھوڑ کر دوسروں کی فلاح اور مفاد کے لیے کام کرتا ہے۔ بلکہ ''بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے'' کی عملی تصویر بن جاتا ہے۔

4- **درست فیصلے میں مددگار:** قیادت کے انتخاب کے حوالے سے نظریہ افراد معاشرہ میں ایک خاص طرح کی فہم وفراست پیدا کر دیتا ہے جس سے درست فیصلے کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ایسے لوگوں میں ذہنی وفکری ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے جو فکری یکسانیت کو پروان چڑھاتی ہے جس سے باصلاحیت اور قابل اعتماد قیادت منظر عام پر آتی ہے۔ نظریہ دراصل باہمی اختلافات اور منتشر سوچ کا خاتمہ بھی کرتا ہے، اسی لیے کسی ایک نظریے پر کاربند لوگ درست قیادت کا انتخاب کرتے ہیں اور ان کی منتخب کردہ قیادت ان کی فلاح وبہبود کے لیے کوششیں کرتی ہے۔

5- **ثقافت کو برقرار رکھنے میں معاون:** نظریہ سے آزادی، ثقافت اور رسم و رواج کو برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اسلامی نظریہ اُن اسلامی اقدار کی عکاسی کرتا ہے جن کی حضرت محمد رَسُولُ اللّٰہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن ﷺ نے تعلیم فرمائی اور خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ یہی اقدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں راسخ ہو چکی تھیں، اسی لیے اس معاشرے میں اخوت و مساوات، محبت و شفقت، انکساری، رواداری اور اعلیٰ اخلاق کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے۔ کسی ایک نظریے پر عمل پیرا معاشرے میں ایسی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ آزادی اور خود مختاری کے حصول کے لیے پیہم جدوجہد کرتا ہے۔ افراد اپنی آزادی کی حفاظت اور بقاء کے لیے بھی سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ایسا معاشرہ اپنی ثقافت، رسم و رواج اور تمدن کے تحفظ اور ترویج و اشاعت کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ نظریہ اسلام اپنی خصوصی نوعیت کے مطابق تہذیبی روایات اور اقدار رکھتا ہے۔

دو قومی نظریہ کا تاریخی پس منظر

ہمارا ملک ایک نظریے کے تحت وجود میں آیا۔ یہ نظریہ مسلمانوں کی کئی سو سالہ معاشرتی تاریخ کا آئینہ دار ہے۔ 712ء میں محمد بن قاسم نے سندھ اور ملتان پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد ایران، افغانستان، ترکستان اور دوسرے ممالک سے مبلغین ہندوستان آئے جن کی کوششوں کی بدولت ہندوستان میں اسلام پھیلنے لگا۔ مسلمانوں سے پہلے جتنی قومیں ہندوستان میں آئیں وہ سب کی سب ہندوؤں میں مدغم ہو گئیں لیکن مسلمان قوم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ہندومت میں جذب نہ ہوئی اور اس نے اپنا الگ تشخص قائم کیا اور اپنی جداگانہ قومیت برقرار رکھی جس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان قوم کا تہذیب و تمدن ہندوؤں کے تہذیب و تمدن سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ ہندومت کی بنیاد بت پرستی، ذات پات، اور چھوت چھات پر ہے جب کہ اسلام توحید، مساوات اور بھائی چارے کا علم بردار ہے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی تہذیب میں نمایاں فرق کئی دیگر شعبوں میں بھی تھا مثلاً لباس، برتن، تعمیرات، تقریبات، رسوم و رواج اور تاریخی تجربات وغیرہ۔ اس طرح مسلمانوں نے اپنی جداگانہ حیثیت برقرار رکھی۔ اگرچہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی اس حیثیت کو ختم کرنے کی سر توڑ کوشش کی لیکن وہ بری طرح ناکام رہے۔

برصغیر کی تاریخ میں سرسید احمد خان پہلے شخص تھے جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے جداگانہ تصور کو پختہ کیا۔ آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا مذہبی فلسفہ اور مفادات مختلف ہیں اور یہ دونوں قومیں کبھی اتحاد و یگانگت سے نہیں رہ سکتیں۔ اس کے بعد علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے تسلسل کو مزید استحکام دیا اور اس امر کی وضاحت کر دی کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا مذہب، تہذیب و تمدن اور رسوم و رواج مختلف ہیں، اس لیے جن علاقوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں انھیں ایک آزاد اور خود مختار ریاست بنانے کا حق حاصل ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں برصغیر کے مسلمانوں نے ہندوؤں سے آئینی تحفظات حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ ہندوستان کو آزادی ملنے کے بعد مسلمان ہندوؤں کے غلام بن کر نہ رہ جائیں۔ مسلمان اپنے مذہب اور رسم و رواج کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کر سکیں لیکن ہندوؤں نے یہ تحفظات دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ مسلمان اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ اپنا جداگانہ تشخص اسی صورت میں برقرار رکھ سکتے ہیں اگر انھیں ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ریاست مل جائے۔ چنانچہ اس پس منظر کی روشنی میں دو قومی نظریے کی بنیاد پر برصغیر کے مسلمانوں نے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد لاہور میں پاکستان بنانے کا مطالبہ پیش کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو اپنی اس جدوجہد میں کامیاب ہوئے اور ایک نئی اسلامی مملکت دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوئی۔

دو قومی نظریہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء کے مسلم لیگ کے اجلاس الٰہ آباد میں صدارتی خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "ہندوستان کے شمال مغربی علاقے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں پر مشتمل مسلمانوں کا آزاد ملک بنایا جائے۔" انیسویں صدی کے آغاز میں جب برصغیر میں انگریز سامراجیت کی گرفت مستحکم تھی تو مسلمانوں کو علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں ایسا رہنما ملا جس نے اپنی خداداد صلاحیت، عملی جدوجہد اور منفرد فکر سے مسلمانوں کے لیے ایک الگ اسلامی مملکت کی راہ ہموار کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے لیے اپنے کلام میں اسلام کا حقیقی تصور پیش کیا۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو عام طور پر اور برصغیر کے عوام کو خاص طور پر خواب غفلت سے بیدار کیا۔ آزادی کی جدوجہد کی طرف مائل کیا۔ نوجوان نسل میں تازہ ولولہ پیدا کیا۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ پہلے پہل متحدہ ہندوستان کے قائل تھے لیکن ہندوؤں کی تنگ نظری اور تعصب سے جلد ہی انھیں اس حقیقت کا علم ہو گیا کہ مسلمانوں کے لیے ایک الگ آزاد وطن کی ضرورت ہے۔ انھوں نے جابجا اس دو قومی نظریے کی وضاحت کی۔ ان کے کلام اور تقاریر میں دو قومی نظریے اور مسلم قومیت کی اکثر مثالیں ملتی ہیں۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں اور تقریروں سے دو قومی نظریے کی وضاحت یوں ہوتی ہے۔

1- **مسلم قومیت:** علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مسلمان ایک الگ قوم ہیں، اسی لیے آپ اسے قوم نہیں ملت کا نام دیتے ہیں۔ قومیت کا یہ تصور مغربی نظریہ قومیت سے مختلف ہے کیوں کہ یہ تصور وطن کی بجائے عقیدے کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ ان کے خیال میں مسلم قومیت کی بنیاد رنگ و نسل، زبان اور علاقے پر نہیں بلکہ عقیدہ توحید پر ہے۔ اس قومیت سے تعلق رکھنے والا فرد خواہ کسی بھی نسل، قوم یا رنگ سے تعلق رکھتا ہو اور دنیا کے کسی بھی خطے میں رہتا ہو وہ مسلم امہ کا فرد ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

مزید فرماتے ہیں

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا — نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

2- **علیحدہ قومیت:** علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس جو کہ الہ آباد میں ۱۹۳۰ء میں ہوا، اس میں خطاب کرتے ہوئے مسلم قوم کی علیحدگی سے متعلق فرمایا:

''ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں۔ ان دونوں قوموں میں کوئی ایک چیز بھی مشترک نہیں ہے۔ گزشتہ ایک ہزار سال سے مسلمان قوم ہندوستان میں اپنی جداگانہ حیثیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے نظریہ آزادی میں جو فرق ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کی سیاسی کشمکش اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہر جماعت کو اپنی مخصوص قومی اور تہذیبی بنیادوں پر آزادانہ انتخابات کا حق ملنا چاہیے۔''

3- **مذہب کی اہمیت:** علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انسانی ترقی کے لیے مذہب کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اس کے بغیر ایک فلاحی مملکت کا قیام ممکن نہیں۔ مذہب کے بغیر جو بھی نظام حکومت بنے گا وہ ظلم و بربریت پر مبنی ہوگا۔ دو قومی نظریے میں بھی دونوں اقوام کے مذاہب کو اہمیت دی گئی ہے کیوں کہ مذہب کے بغیر کوئی قوم اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی۔ اسی طرح معاشرتی استحکام کے لیے مذہب کا ہونا ضروری ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ مذہب کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں:

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تو کچھ بھی نہیں — جذبِ باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

4- **نظریہ وطنیت کی مخالفت:** علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ وطن پرستی کے مخالف تھے۔ علامہ کے مطابق پوری دنیا مسلمان کا وطن ہے جو جغرافیائی حدود و قیود سے ماورا ہے۔ اپنے ابتدائی کلام میں وہ ایک نظم میں فرماتے ہیں۔

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا — مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ وطنیت کے یورپی نظریہ کو اس طرح مسترد کرتے ہیں۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے — جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

دو قومی نظریہ، قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس نظریہ کو آگے بڑھایا اور 1940ء میں لاہور کے مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ میں دو قومی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے الگ ملک کا مطالبہ کیا۔ اس جلسہ میں متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور ہوئی جسے قراردادِ لاہور یا قراردادِ پاکستان کا نام دیا گیا جس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 1947ء میں پاکستان بنایا۔ دیگر مسلم رہنماؤں کی طرح قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ بھی پہلے پہل کانگرس کے سرگرم رکن تھے لیکن جب انھیں یہ بات معلوم ہوئی کہ کانگرس صرف اور صرف ہندوؤں کی جماعت ہے اور مسلمانوں کے قومی مفاد سے اسے کوئی دلچسپی نہیں۔ کانگرس کی حکمت عملی اور ہندوؤں کے رویے سے یہ بات ظاہر ہو چکی تھی کہ ہندو برصغیر پر حکومت کا خواب دیکھ رہے ہیں اور مسلمانوں کے تشخص کو مسخ کرنا چاہتے تھے۔ چودہ نکات اور تجاویز دہلی کی شکل میں ان کے مطالبات مسترد کر دیے گئے، اس لیے مسلمانوں نے اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانے کے لیے مسلم لیگ کو ہی مناسب پلیٹ فارم سمجھا۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں دو قومی نظریہ کی نشان دہی درج ذیل نکات کی صورت میں ہوتی ہے۔

1- **الگ قومیت:** ۲۳ / مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ کے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو الگ قوم قرار دیا۔ قومیت کے اس تصور کی وضاحت کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہر ایک چیز ہماری اپنی ہے ہم عالمی قوانین کے تحت بھی ایک الگ قوم ہیں۔ میرے لیے یہ اندازہ کرنا بہت مشکل ہے کہ آخر ہندو بھائی اسلام اور ہندومت کی حقیقت اور اہمیت کو سمجھنے سے کیوں گریز کرتے ہیں؟ یاد رہے کہ ہندو اور مسلمان الگ الگ فلسفوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی سماجی روایات اور ادب جدا جدا ہیں۔ ہندو اور مسلم آپس میں شادی بیاہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ دراصل ان دونوں کی تہذیبیں الگ الگ ہیں جو خاص طور پر متضاد خیالات اور تصورات پر مبنی ہیں۔ ان کی تاریخ، ان کے جنگی قصے، ان کے ہیرو اور واقعات مختلف ہیں۔ ایک کی فتح دراصل دوسرے کی شکست ہے۔ ایسی دو قوتوں کو ایک ہی حکومت کے ماتحت رکھنا جس میں ایک اقلیت اور دوسری اکثریت میں ہو تو نتیجہ بڑھتی ہوئی بے چینی کی صورت میں نمایاں ہوگا اور ایسی حکومت کے لیے تشکیل دیا جانے والا نظام تباہی و بربادی اور ہلاکت کا شکار ہوگا۔''

2- **جداگانہ قومیت:** نومبر ۱۹۴۵ء میں گاندھی کے خط کے جواب میں جداگانہ قومیت کی وضاحت کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''مسلمان اور ہندو ہر معیار قومیت کی رُو سے دو بڑی قومیں ہیں، ان دونوں کا کلچر الگ ہے۔ زبان، ادب، فنِ تعمیر، قوانین، رسم و رواج، تاریخ، سب مختلف

ہیں۔ بین الاقوامی قانون کی ہر تعریف کے مطابق ہم ایک الگ اور مستقل قوم ہیں۔''

3- **مسلم لیگ کا نصب العین:** مدراس میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''مسلم لیگ کے نصب العین کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ایک جداگانہ قومیت رکھتے ہیں۔ انھیں کسی دوسری قومیت میں جذب کرنے یا ان کے نظریہ یا ملی تشخص کو مٹانے کے لیے جو بھی کوشش کی جائے گی اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ ہم نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے جداگانہ قومی تشخص اور جداگانہ حکومت کو قائم کر کے رہیں گے۔''

4- **دین اسلام کی اہمیت:** قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی جامعیت اور کاملیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اسلام محض رسومات، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ نہیں ہے اسلام ہر مسلمان کے لیے مکمل ضابطہ حیات بھی ہے۔ جس کے مطابق وہ اپنی روزمرہ زندگی، اپنے افعال و اقوال حتیٰ کہ سیاست و معیشت اور دوسرے شعبوں میں بھی عمل پیرا ہوتا ہے۔ اسلام سب انسانوں کے لیے انصاف، رواداری، شرافت، دیانت اور عزت کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ صرف ایک خدا کا تصور اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اسلام میں انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے نیز مساوات، آزادی، اخوت اس کے اساسی اصول ہیں۔''

5- **ہندوؤں اور مسلمانوں کو یکجا کرنا:** ۱۹۴۰ء میں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اجلاس سے خطاب میں فرمایا:

''ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قوم قرار دینا خواب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ بارہ سو سالہ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ دونوں قومیں ایک قوم نہیں بن سکتیں۔''

سوال 2: اسلام کے بنیادی اصول تحریر کریں۔ (LHR. GII, DGK. GI, 2023) (SWL. GI, DGK. GI, 2024)

جواب: اسلام کے بنیادی اصول

1- **اقتدار اعلیٰ:** اقتدار اعلیٰ سے مراد وہ برتر اور اعلیٰ ذات ہے جو تمام اختیارات کی مالک ہے۔ اسلامی معاشرہ اس بات پر مکمل یقین رکھتا ہے کہ اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہی اس پوری کائنات کا حاکم اعلیٰ ہے۔ وہ پوری کائنات کا مالک ہے اور اسی کی بادشاہت تمام جہانوں پر ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

عوام کے نمائندے صرف ان حدود کے اندر رہتے ہوئے اختیارات استعمال کر سکتے ہیں جو اسلام نے متعین کر رکھی ہیں۔ چنانچہ عوام کو اس امر کی مکمل آزادی ہوتی ہے کہ وہ ریاست کے معاملات چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے صالح، متقی اور پرہیزگار رہ نماؤں کا انتخاب کریں۔ اسلامی معاشرے میں حکمرانوں پر عوام کو اس وقت تک اعتماد رہتا ہے جب تک کہ وہ اسلامی قوانین کی پیروی کریں۔ اس سے اسلام میں جمہوریت کا تصور واضح ہوتا ہے کیوں کہ جمہوریت میں تمام فیصلے عوام کی متفقہ رائے سے طے پاتے ہیں۔

2- **عدل و انصاف:** عدل کے لفظی معنی ہیں صحیح چیز کو صحیح جگہ پر رکھنا۔ یہ قانون الٰہی کی اصل بنیاد ہے۔ زندگی کا کوئی بھی پہلو عدل کے بغیر ادھورا ہے۔ عدل و انصاف کی بدولت ہی کوئی معاشرہ پرامن اور خوش حال ہو سکتا ہے۔ عدل و انصاف پر مبنی نظام ہی میں افراد کے کردار کی تعمیر و تشکیل اور اجتماعی ترقی و بہتری ممکن ہے۔ اسلام عدل قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دیجیے بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (سورۃ المائدہ: 42)

قرآن مجید میں ایک اور جگہ پر ارشاد ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہ بن کر خواہ (گواہی) تمھارے اپنے یا والدین کے یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہو اگر (جس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہے) کوئی مالدار ہو یا محتاج پس (ہر حال میں) اللہ اُن دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے تو تم خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرو کہ تم عدل نہ کرو اور اگر تم نے بات میں ہیر پھیر کر دیا (گواہی دینے سے) مُنہ پھیر لو تو بے شک اللہ اُس سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ (سورۃ النساء: 135)

ایک دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: انصاف کیا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (سورۃ الحجرات: 9)

اسلام کے عدلیہ کے نظام میں افراد کے بنیادی حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: آپ فرما دیجیے میرے رب نے عدل کا حکم دیا ہے۔ (سورۃ الاعراف: ۲۹)

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اسلامی معاشرے میں قانون کی بالادستی اور عدل و انصاف پر زور دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے

حسب ونسب کو بالائے طاق رکھ کر عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے چوری کرنے پر ایک عورت کو سزا دی۔ اسلامی ریاست انصاف کی سربلندی پر زور دیتی ہے۔ آزاد عدلیہ اور قانون کی حکمرانی عوام میں عدل وانصاف قائم کرنے کی بنیادی شرائط ہیں۔ خلفائے راشدین انصاف کی فراہمی کے لیے قانون کی حاکمیت پر سختی سے کاربند رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کی سزا بھی معاف نہ کی۔ انھوں نے قانون کی بالادستی کے لیے عمدہ مثالیں قائم کیں۔

3- **مساوات:** اسلام امن، اخوت، مساوات اور بھائی چارے پر زور دیتا ہے۔ اسلام انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری کا علم بردار ہے۔ اسلام رنگ ونسل، زبان وثقافت اور امارت وغربت سمیت تمام امتیازات کی نفی کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں سب برابر ہیں کسی کو کسی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے جب کہ فوقیت اور برتری کی بنیاد تقویٰ ہے نہ کہ دولت یا اختیار واقتدار۔''

اسلامی قانون میں تمام انسان برابر ہیں اور انھیں یکساں قانونی تحفظ اور ترقی کے مساوی مواقع حاصل ہیں۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی مساوات کے تصور کو یوں بیان کیا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے — تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

4- **اُخوت:** اُخوت کے معنی بھائی چارے کے ہیں۔ اُخوت سے آپس میں برادرانہ تعلقات قائم ہوتے ہیں۔ اس کی بدولت نہ ہی کسی کے حقوق چھینے جاتے ہیں اور نہ ہی کوئی کمزور پر ظلم کرسکتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: بے شک سب اہلِ ایمان (تو آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔ (سورۃ الحجرات: 10)

اُخوت کا اصول اسلامی معاشرے کا ایک اہم پہلو ہے۔ بھائی بھائی ہونے کی حیثیت سے وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ اخوت اور بھائی چارے کا احساس محبت، باہمی تعاون اور قربانی کے جذبات کو ابھارتا اور فروغ دیتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے''۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 2442)

جناب رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: ''آپس میں کینہ نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اور سب بھائی بھائی بن جاؤ۔'' (صحیح بخاری، حدیث نمبر 6065)

مختصراً ایک مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے کسی قسم کی کدورت اور عداوت نہیں رکھنی چاہیے اور نہ ہی حسد کرنا چاہیے۔ مسلمان تو مسلمان ہیں اسلام تو غیر مسلموں کے خلاف بھی سازش کرنے اور بُرے خیالات رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ بقول شاعر مشرق:

اُخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں — تو ہندوستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہوجائے

5- **تقویٰ و پرہیزگاری:** تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان گناہوں سے نفرت کرتا ہے اور نیکیوں کی طرف رغبت کرتا ہے۔ حضرت کعب بن الاحبارؓ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقویٰ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کانٹے دار جھاڑیوں سے اس طرح گزرنا کہ اپنے کپڑوں کو کانٹوں سے الجھنے سے بچالینا۔ اسی طرح دنیا کی لذتیں ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہیں ہم ان میں الجھنے سے بچتے ہوئے اپنے آپ کو گناہوں سے بچالیں تو یہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ انسان کو جرم وگناہ سے بچانے کا اہم ذریعہ ہے۔ قانون، خوف، دباؤ، صبر اور ترغیب کسی کو جرائم سے روکنے کا ذریعہ ہوسکتی ہیں کیونکہ اگر انسان چھپ کر گناہ کرنا چاہے تو یہ تمام ذرائع بے اثر ثابت ہوتے ہیں لیکن اگر کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف موجود ہوگا تو وہ ظاہری طور پر اور نہ ہی چھپ کر گناہ کرے گا کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ایک ذات مجھے دیکھ رہی ہے۔ اسی لیے تمام اسلامی عبادات کا مقصود تقویٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا فرمایا اور ان لوگوں کو (بھی) جو تم سے پہلے تھے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ (البقرۃ: 21)

اللہ تعالیٰ کے خوف کو حکمت کی اصل قرار دیا گیا ہے کیونکہ پرہیزگاری سے حکمت ودانائی کے جوہر عیاں ہوتے ہیں۔ جناب رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے: ''دانائی کی بنیاد خوف خدا ہے''۔

اسلام میں فضیلت وعزت اور بزرگی کا معیار رنگ، ذات پات، حسب نسب یا مال ودولت نہیں بلکہ تقویٰ ہے۔

6- **رواداری:** رواداری سے مراد ہے کہ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھا جائے۔ رواداری اور برداشت اسلام کی نظر میں بہت عظیم نیکیاں ہیں، جو انسان کو مشکل اور دشواری سے بچاتی ہیں اور دوسروں کے لیے پیار ومحبت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ لوگوں کے درمیان سماجی تعلقات

قائم کرنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ دوسروں کی غلطیوں کو نظر انداز کیا جائے۔ باہمی جھگڑوں سے بچنے کے لیے رواداری کو اختیار کیا جائے۔ اس کی وجہ سے اخوت اور امن کا ماحول تشکیل پاتا ہے اور انسانی رشتوں میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے قول و فعل سے رواداری کا درس دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بے شک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہو چکی ہے۔ (سورۃ البقرہ: 256)

یہ رواداری کا ایک سنہری اصول ہے کہ اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے جائز حقوق کا احترام کیا جاتا ہے اور انھیں مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ انھیں اپنے مذہب اور عقیدہ کی پوری آزادی دی جاتی ہے۔ تمام ہادیوں اور ان کی تعلیمات اور کتب کا مکمل احترام کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں تنگ نظری، عدم برداشت اور شدت پسندی کی اسلام میں گنجائش نہیں۔ اس لیے ایسے افراد پر نظر رکھنا ضروری ہے جو اپنے خیالات اور نظریات کو دوسروں پر مسلط کرتے ہیں اور دوسروں کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں۔

7- **اخلاق حسنہ:** خندہ پیشانی، سخاوت کی زیادتی، دوسروں کو تکلیف دینے سے بچنا اور مصائب پر صبر و تحمل کا نام حسن خلق ہے۔ معاشرہ افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ افراد معاشرے کی اکائیاں ہیں۔ اگر ہر فرد کی اصلاح ہو جائے تو اس طرح ملک، معاشرے اور قوم کی اصلاح ہو جائے۔ دنیا کی ساری خوشی، خوش حالی اور امن و سکھ اخلاق حسنہ کی بدولت ہے۔ کسی معاشرے کی بقا اور استحکام کا انحصار افراد معاشرہ کے بہتر اخلاق پر ہے۔ دوسری طرف آنحضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "نیکی حسن خلق کا نام ہے۔" ایک اور مقام پر جناب رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔" اس طرح اسلام نے اخلاق حسنہ کو خاص اہمیت دی ہے کیونکہ افراد کے اچھے اخلاق سے ہی ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

8- **اسلامی اصولوں کے عوامی اخلاق پر اثرات:** اسلامی اصول جن کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے، پاکستان میں عوام کے اخلاق پر مثبت طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ پاکستانی عوام کو عدل و انصاف پر قائم رہنے پر راغب کرتے ہیں۔ اسلامی اصولوں کو اپنانے سے سماجی تفریق ختم ہوتی ہے اور لوگوں میں مل جل کر رہنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے اور باہمی سماجی تعلقات قائم ہوتے ہیں۔ اس سے اخوت، مساوات اور امن و امان کا ماحول فروغ پاتا ہے۔ ان پر عمل پیرا ہونے سے معاشرے میں اتحاد و یگانگت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ باہمی احترام اور حقوق و فرائض کا شعور ابھرتا ہے۔ لوگوں میں ہمدردی اور غم خواری کا رویہ پروان چڑھتا ہے جس سے معاشرہ جنت نظیر بن جاتا ہے۔

سوال 3: اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی فرائض تحریر کریں۔ (MLN. GII. 2023) (MLN. GII. 2024)

جواب: اسلامی فلاحی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہی ہو۔ اس کا مقصد ایسا معاشرہ قائم کرنا ہو جہاں عدل و انصاف، مساوات، اخوت اور معاشی خوش حالی ہو۔ اسلامی فلاحی ریاست کے فرائض سے مراد شہریوں کے وہ حقوق ہیں جنھیں ادا کرنا ریاست پر لازم ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست پر شہریوں کے معاشی، معاشرتی، سیاسی اور دیگر مسائل کو حل کرنے کی پوری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ عوام کی روحانی و مادی فلاح و بہبود کرنا، ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا، ان کو سہولیات مہیا کرنا اور انھیں نیکی کی راہ پر لگانا اسلامی فلاحی ریاست کا فریضہ ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست کے فرائض درج ذیل ہیں:

1- **حکومت الٰہیہ کا قیام:** اسلامی فلاحی ریاست میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہوتا ہے۔ انسان اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ ہے جس کا کام خالق و مالک کے احکامات کو نافذ کرنا ہے۔ مسلمان حکمران اپنے اختیارات کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہوئے استعمال کرتا ہے۔ حکومت الٰہیہ کے قیام کا مقصد لوگوں کو برے کاموں سے روکنا اور بھلائی کے کاموں کے لیے تیار کرنا ہے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تاکہ لوگوں میں بھائی چارہ، محبت، امن اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو اور لوگ امن و سکون سے زندگی بسر کر سکیں۔

2- **اسلامی قوانین کا نفاذ:** اسلامی فلاحی مملکت میں سربراہ ریاست عوام کا خادم ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور سنت رسول خاتم النبیین ﷺ پر مبنی قانون سازی اور اس کا نفاذ مسلمان حکمران کی اولین ذمہ داری ہے کیوں کہ قرآن مجید اور سنت رسول خاتم النبیین ﷺ کے دیے ہوئے قوانین ہی عوام کی فلاح و بہبود کی ضمانت ہیں۔ اسلامی ریاست میں حکمران ظالم کے مقابلے میں مظلوم کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور ہر صورت میں عدل و انصاف قائم کرتا ہے۔ لوگوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہے۔ ان قوانین کے نفاذ کے سلسلے میں رنگ و نسل، خاندانی تفاخر اور معاشی مقام و مرتبے کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

3- **بنیادی ضروریات کی تکمیل:** عوام کو تمام بنیادی ضروریات یعنی روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کرنا اسلامی فلاحی ریاست کی اہم ذمہ داری ہے۔ سوشل سکیورٹی کی تمام سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا اسلامی ریاست کا فرض ہے۔ مدینہ منورہ کی اسلامی فلاحی ریاست میں بیت المال کا قیام اپنے شہریوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل

کی طرف ایک مؤثر قدم تھا لیکن بعدازاں خوشحالی اور معاشی ترقی کا ایسا دور بھی آیا جب معاشرے میں زکوٰۃ اور خیرات لینے والے لوگ تلاش کرنا مشکل تھا۔

4- **سہولیات کی فراہمی:** عوام کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے بعد اسلامی فلاحی ریاست انھیں معقول زندگی گزارنے کے لیے دیگر سہولیات اور آسائشات کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے، مثلاً تعلیم، صحت اور آمدورفت کی سہولتیں وغیرہ۔ عوام کی معاشی اور معاشرتی ترقی کے منصوبے بنانا، ان کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرنا، کمزوروں، ضعیفوں اور معذوروں کے لیے وظائف مقرر کرنا تاکہ وہ دوسروں کے دست نگر نہ بنیں۔ بہتر زندگی کے لیے تمام سہولیات مہیا کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

5- **مجلس شوریٰ کا قیام:** اسلامی ریاست کا ایک اہم عنصر مجلس شوریٰ کا قیام ہے۔ شوریٰ سے مراد علماء و ماہرین کی ایسی جماعت ہے جو حکومت کا انتظام و انصرام چلانے کے لیے خلیفہ وقت کو مشورے دیتی ہے۔ شوریٰ اسلامی ریاست میں قرآن و حدیث کے پیش نظر مشورے دینے کی پابند ہے۔ اسلامی ریاست میں شوریٰ کو اجتہاد کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ قرآن مجید میں اہل ایمان کی بھی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے معاملات باہمی مشاورت سے مکمل کرتے ہیں۔

6- **اجتماعی ترقی:** اسلامی معاشرے کے افراد کی انفرادی تربیت اور ترقی کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اجتماعی ترقی کے لیے صنعتی، زرعی، معدنی اور تجارتی ترقی کے منصوبے بنانا اور انھیں نافذ کرنا اسلامی فلاحی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی ریاست اجتماعی بھلائی کے لیے ملکی وسائل کو بھی قبضہ میں لے سکتی ہے البتہ اس کے لیے فوری طور پر معاوضہ ادا کرنا بھی لازم ہوگا۔ ملکی وسائل کا درست اور موزوں استعمال کرنا البتہ وسائل کی عدم دستیابی یا قلت کی صورت میں درآمدات کا انتظام و انصرام کرنا ضروری ہے۔

7- **بنیادی انسانی حقوق:** اسلامی فلاحی ریاست کا ایک فرض یہ ہے کہ وہ عوام کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرے۔ اسلام میں بنیادی انسانی حقوق کی پامالی اور خلاف ورزی کی سخت سزا مقرر ہے تاکہ کوئی فرد یا ریاست کسی شہری کے حقوق غصب نہ کرسکے۔ اسلام نے مسلمانوں کو جو بنیادی حقوق عطا کیے ہیں ان کی مثال دنیا کے کسی دوسرے معاشرے میں نہیں ملتی۔

8- **امن وامان کا قیام:** اسلامی فلاحی ریاست کا فرض ہے کہ معاشرے میں امن وامان قائم کرے تاکہ عوام پرسکون زندگی بسر کرسکیں اور ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت ممکن ہو۔ اس کے لیے قوانین کا مؤثر نفاذ اور نظام عدل کا مضبوط اور خودمختار ہونا بہت ضروری ہے۔

9- **رواداری:** اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کے علاوہ اسلامی معاشرے میں رہنے والے ان افراد کو بھی مساوی حقوق عطا کرتا ہے جو اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے ساتھ رواداری اور برداشت کا سلوک کیا جاتا ہے، اسی لیے اسلامی معاشرے میں اقلیتوں کو بھی کم و بیش وہی حقوق حاصل ہیں جو ایک اسلامی ریاست میں مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

10- **مساوات:** اسلامی ریاست کا یہ فرض ہے کہ تمام شہریوں کو بلاامتیاز مساوی مقام و مرتبہ عطا کرے۔ اسلام میں نسل، زبان یا مذہب کی بنیاد پر امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ اس معاشرے کی بنیاد اسلامی اخوت و بھائی چارے کے نظام پر قائم ہے۔ اگر کسی کو فضیلت یا برتری حاصل ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد پر ہے ورنہ سب برابر ہیں۔

11- **سادگی و پاکیزگی:** اسلام دنیاوی معاملات میں سادگی کا درس دیتا ہے۔ اسلامی ریاست میں تفاخر، عیش وعشرت، لہو ولعب اور تعیشات پر مکمل پابندی ہے۔ فضول خرچی کرنے والوں کو سخت وعید سنائی گئی ہے۔ اسلامی ریاست کے لیے لازم ہے کہ ملک کے وسائل عیش وعشرت کی بجائے عوام کی بہتری اور معیار زندگی بلند کرنے کے لیے خرچ کرے۔ اس سلسلے میں سادگی لیکن وقار پیش نظر رہے۔

12- **ملکی دفاعی نظام:** ملک کو اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ رکھنا اور ملکی سرحدوں کی حفاظت کے لیے دفاع کا انتظام کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے مضبوط فوج ہونا اور اسے جدید اسلحہ سے لیس کیا جانا بہت ضروری ہے۔

13- **خارجہ پالیسی:** بیرونی ممالک سے تعلقات استوار کرنا، انھیں فروغ دینا اور قومی مفاد کے حصول کے لیے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اٹھانا، خارجہ پالیسی کہلاتی ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست کا فرض ہے کہ وہ اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات کو اپنی خارجہ پالیسی کی ترجیحات میں شامل کرے تاکہ بین الاقوامی سطح پر اسلامی بھائی چارے کی عمدہ مثال پیش کی جاسکے۔

سوال 4: اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی اصول تحریر کریں۔ (GRW. GII, FSD. GI & GII, MLN. GI, 2023) (RWP. GI, 2024)

جواب: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی جس میں توحید، مساوات، عدل وانصاف، اخلاق و تقویٰ اور حصول علم کے بنیادی اصول اپنائے گئے۔ مدینہ منورہ کی مثالی اسلامی ریاست نے ایک فلاحی، منصفانہ اور بنیادی حقوق کے یکساں محافظ معاشرے کا تجربہ پوری

دنیا کو کامیاب کر کے دکھایا۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ وہ دوسرے اداروں کی طرح ریاست کے قیام کے لیے بھی مکمل ہدایات اور اصول وضوابط فراہم کرتا ہے۔ ان اصولوں کی روشنی میں جناب رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اسلامی ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بام عروج تک پہنچا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی تعلیمات، احکامات اور ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو نظام مملکت اور ریاستی ادارے قائم کیے ان سے ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست وجود میں آئی۔ اسلامی اصولوں پر مبنی اس نظام مملکت کی آج بھی دنیا میں پیروی کی جاتی ہے۔ ایک اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں:

1- **اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ:** اسلامی ریاست میں تمام طاقتوں کا سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے والی اور اس پر حکومت کرنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لہٰذا تمام امور مملکت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں چلائے جاتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں حکمران اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے اور اسی کے احکامات کے نفاذ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس اصول کے نتیجے میں انسان دنیوی طاقتوں کے آگے سرنگوں ہونے کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے آگے سر جھکاتا ہے کیوں کہ حاکمیت اعلیٰ کا تصور انسان میں شجاعت و بہادری، عزت نفس وخودداری، حریت و آزادی اور تقویٰ و پرہیزگاری جیسی صفات پیدا کر دیتا ہے۔

2- **عقائد:** عقائد میں توحید، رسالت وختم نبوت، ملائکہ اور الہامی کتابوں پر ایمان لانا شامل ہے۔ اسلامی فلاحی ریاست کی بنیاد توحید پر قائم ہے۔ توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے، وہ واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور آخری نبی ماننا اور یہ ایمان رکھنا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا انسان کی یہ زندگی عارضی ہے اس دنیا میں زندگی گزارنے کے بعد اسے موت آئے گی روز قیامت اسے اپنے ان اعمال کا حساب دینا ہوگا اس کے اعمال کے مطابق اسے ثواب یا عذاب ملے گا۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مختلف کاموں پر مامور کیا ہوا ہے۔ قرآن مجید سے پہلے نازل ہونے والی تمام الہامی کتابیں سچی تھیں ان کے بیان کردہ قوانین پر ان کے زمانے کے لوگوں پر عمل کرنا لازم تھا۔ قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد یہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب صرف قرآنی تعلیمات پر عمل لازم ہے۔ رسالت وختم نبوت اور یوم آخرت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا ہے۔ ان عقائد کے نتیجے میں اسلامی ریاست اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اتباع کو لازم قرار دیتی ہے۔

3- **عدل وانصاف کا قیام:** عدل وانصاف کسی بھی معاشرے کی ترقی کا ضامن ہے۔ اس کی ضد ظلم اور ناانصافی ہے۔ جس معاشرے میں عدل وانصاف کو نظر انداز کر دیا جائے مختلف معاملات وتنازعات کے فیصلے کرنے میں جانبداری اور طرف داری کا مظاہرہ کیا جائے تو معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔ معاشرہ میں عدل وانصاف کے قیام کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست میں عدلیہ کو اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ انتظامیہ کے اثر سے آزاد ہوتی ہے بلکہ انتظامیہ اور سربراہِ مملکت بھی عدلیہ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں عدلیہ سربراہِ مملکت کو عدالت میں طلب کر سکتی ہے اور اس کو سزا بھی دے سکتی ہے۔

4- **مساوات کا قیام:** اسلامی ریاست میں رنگ، نسل، علاقہ، جنس اور دیگر امتیازات کی کوئی گنجائش نہیں۔ سب افراد کو معاشی، معاشرتی، مذہبی اور دیگر حقوق برابر حاصل ہوتے ہیں۔ معاشرے کے سب افراد برابر ہیں۔ کسی کو رنگ ونسل کی بنیاد پر برتری یا فضیلت حاصل نہیں البتہ یہاں عزت اور تکریم کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ اسلامی ریاست میں ایک بہترین ماحول پیدا کیا جاتا ہے جہاں ذات پات اور اونچ نیچ کی کوئی قید نہیں ہوتی اور ظلم وزیادتی سے پاک معاشرہ قائم ہوتا ہے۔

5- **قانون کی حکمرانی:** اسلامی ریاست میں قانون کی حکمرانی کا تصور کارفرما ہوتا ہے۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوتے ہیں، اسی لیے قانون کی خلاف ورزی کر کے کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔ امیر المومنین یا خلیفہ وقت کو عدالت بطور گواہ یا ملزم طلب کر سکتی ہے۔ تاریخ میں قانون کی بالادستی اور حکمرانی کی اس سے بڑھ کر مثال کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مقدمہ میں مدعی خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے لیکن عدالت نے مقدمے کا فیصلہ اُن کی خلاف کر دیا جو آپ رضی اللہ عنہ نے تسلیم کر لیا۔

6- **اظہار رائے کی آزادی:** اسلامی ریاست میں عوام کو تحریر وتقریر کی مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست میں حکام پر تنقید کی آزادی ہوتی ہے۔ حکومت پر تنقید سے اصلاح کا پہلو نکلتا ہے اور اس سے عوام کی دلچسپی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اسلامی ریاست اخبارات، رسائل اور دیگر ذرائع ابلاغ کی آزادی کو تسلیم کرتی ہے۔ البتہ دین کے خلاف کسی تنقید کو برداشت نہیں کیا جاتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا تھا ''لوگو! اگر میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی کام کروں تو میری پیروی نہ کرنا بلکہ مجھے منصب سے ہٹا دینا۔'' اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بہت سے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر کھلم کھلا تنقید کی جس کا جواب آپ نے خندہ پیشانی سے دیا۔

7- **دولت کی منصفانہ تقسیم:** کسی بھی فلاحی معاشرے کی فلاح اور بقا کے لیے ضروری ہے کہ اس میں دولت کا ارتکاز نہ ہو، دولت چند مخصوص ہاتھوں میں جمع نہ ہو بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم عمل میں لائی جائے۔ اسلام دولت کی منصفانہ تقسیم اور گردش زر پر زور دیتا ہے۔ اس سے معاشرے میں معاشی مسائل کم ہو جاتے ہیں اور

ریاست ایک فلاحی ریاست بن جاتی ہے۔

8- **حقوق العباد:** حقوق العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں حقوق العباد پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اسلام نے اہل خانہ، ہمسایوں، قرابت داروں اور دیگر انسانوں کے حقوق مقرر کر دیے ہیں۔ دوسروں کے حقوق فرد کے فرائض ہیں۔ جب ہم اپنے فرائض پورے کریں گے تو دوسروں کے حقوق ادا ہوں گے۔ اسلام نے بنیادی انسانی حقوق میں بھی مساوات کو تسلیم کیا ہے۔ حقوق العباد ادا کرنے سے معاشرے میں اخوت، بھائی چارے، امن وسکون اور راحت قلب کی وہ فضا قائم ہوتی ہے جس سے معاشرہ جنت نظیر بن جاتا ہے۔

9- **زکوٰۃ اور خیرات کا نظام:** اسلامی ریاست کی ایک نمایاں خصوصیت اس کا نظام زکوٰۃ اور صدقات ہے، اسلام نے معاشرے کے اُمرا اور غربا میں معاشی تفاوت کم کرنے اور غریب عوام کی فلاح و بہبود کے لیے صدقات، زکوٰۃ اور خیرات کا نظام متعارف کرایا ہے۔ نظام زکوٰۃ حکومتی سرپرستی میں چلتا ہے۔ امیروں سے زکوٰۃ لے کر غریبوں کو دی جاتی ہے اور عوام کے لیے کئی فلاحی منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

10- **خدمت خلق:** خدمت خلق سے مراد مخلوق خدا کی خدمت کرنا اور ان کا خیال رکھنا ہے۔ اسلام انسانوں میں خدمت خلق کے جذبے کو فروغ دیتا ہے۔ خدمت خلق کو اعلیٰ عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ شاعر نے اس بات کو ان الفاظ میں سمودیا ہے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں   کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

جب ایک ریاست میں خدمت خلق کا اصول اپنایا جاتا ہے تو اسلامی فلاحی ریاست کے خدوخال واضح ہو جاتے ہیں۔

11- **بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی:** اسلامی فلاحی ریاست میں شہریوں کی بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ عوام کے لیے روٹی، کپڑا اور مکان کا بندوبست کرنا ریاست کی بنیادی ذمہ داری تصور کی جاتی ہے۔ ریاست بلا امتیاز رنگ و نسل تمام شہریوں کی ان ضروریات کو پورا کرتی ہے۔

12- **جمہوری طرز حکومت:** فلاحی ریاست اسلامی جمہوری اصولوں کے مطابق گامزن ہوتی ہے، عوام متفقہ رائے سے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں جو حکومت اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ عوامی فلاح و بہبود پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

13- **بیت المال کا قیام:** اسلامی ریاست کے زیر اثر عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بیت المال کا ادارہ قائم ہے۔ جہاں سے غریبوں، محتاجوں، ضرورت مندوں، بیواؤں اور یتیموں کی مالی مدد کی جاتی ہے۔ اسلامی ریاست میں جب کوئی نومولود پیدا ہوتا ہے تو بیت المال سے اس کا وظیفہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مالی لحاظ سے تنگ دست اور مفلوک الحالی کے شکار افراد کی بیت المال سے مالی مدد کی جاتی ہے۔

14- **تعلیم اور صحت کی سہولتیں:** اسلامی ریاست کے فلاحی تصور میں تعلیم اور صحت جیسی سہولیات عوام کو مفت فراہم کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے ریاست تعلیم کے فروغ کے لیے مدارس قائم کرتی ہے جہاں نہ صرف مفت تعلیم دی جاتی ہے بلکہ غریب اور مستحق طلبہ کو وظائف بھی دیے جاتے ہیں تاکہ لوگ تعلیم کے زیور سے محروم نہ رہیں۔ اسلامی ریاست غریب عوام کے لیے مفت طبی سہولتوں کا اہتمام کرتی ہے۔ پیچیدہ اور مہلک امراض کے شکار افراد کے علاج معالجہ کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے۔

15- **غیر مسلموں کا تحفظ:** اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی اصولوں میں غیر مسلم شہریوں کی مکمل حفاظت بھی شامل ہے۔ اسلامی قانون غیر مسلموں کو بھی مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے انھیں معاشی، معاشرتی اور سیاسی حقوق فراہم کرتا ہے۔ ان سے کسی قسم کے ترجیحی یا ناروا سلوک کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا۔ اس کے نتیجے میں ایسے شہری ریاستی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ملکی ترقی میں مثبت تعمیری کردار ادا کرتے ہیں۔

سوال 5: پاکستان بحیثیت ایک جدید اسلامی ریاست، قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ لیاقت علی خان کے فرامین کی روشنی میں تحریر کریں۔ (SGD. GI. 2024)

جواب: **پاکستان ایک جدید اسلامی ریاست اور قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ**

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ تحریک پاکستان کے قائد اور پاکستان کو جدید اسلامی ریاست بنانے کے بڑے حامی تھے۔ آپ نے نظریہ پاکستان کی وضاحت ان الفاظ میں کی کہ "پاکستان تو اسی روز وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔"

1- **لاہور میں مسلم لیگ کے جلسہ سے خطاب:** قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کی بانی جماعت، آل انڈیا مسلم لیگ کے سربراہ بنے اور خود کو حصول پاکستان کے لیے وقف کر دیا۔ آپ نے 23 مارچ 1940ء کو منٹو پارک لاہور میں مسلم لیگ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے دوقومی نظریہ کی تشریح کی اور فرمایا:

''ہندوستان میں دو قومیں بستی ہیں جن کی کوئی قدر مشترک نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے الگ مملکت کی ضرورت ہے۔ اجلاس کے اختتام پر قرار داد لاہور منظور کروائی گئی جس میں الگ وطن کا مطالبہ کیا گیا۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے 1943ء کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں فرمایا:

''وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اُمت کی کشتی محفوظ ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان اور وہ لنگر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے۔''

2- طلبہ سے خطاب: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ 1940ء میں طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''ہمارا راہ نما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے۔''

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جون 1945ء میں پشاور میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''ہماری قوم آزادی حاصل کرنے کی اہل ہے، جس میں اسلام کے اصولوں پر عمل درآمد کرنا ممکن ہوگا اور نظریہ اسلام کی حفاظت ہو سکے گی۔''

3- مسلمانوں کو دعوت: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کو آگے آنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

''آپ ہی اسلام کے خادم ہیں، آپ منظم ہو جائیں اور اپنے لیے آزادی حاصل کریں۔''

4- ڈھاکا کی عوام سے خطاب: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 21 مارچ 1948 کو ڈھاکا میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ آپ سندھی، بلوچی، پنجابی، پٹھان اور بنگالی بن کر بات نہ کریں۔ یہ کہنے میں آخر کیا فائدہ ہے کہ ہم پنجابی، سندھی یا پٹھان ہیں، ہم تو بس مسلمان ہیں۔''

5- علی گڑھ میں خطاب: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے نظریہ پاکستان کو ان الفاظ میں واضح فرمایا: ''پاکستان کے مطالبے کا محرک اور مسلمانوں کے لیے جداگانہ مملکت کی وجہ کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری ہے نہ انگریزوں کی چال، یہ تو اسلام کا بنیادی مطالبہ ہے۔''

فلاحی و رفاہی مملکت کا بہترین تصور اسلام کے سوا کون دے سکتا ہے اور دنیا میں لافانی اصولوں اور قوانین پر مشتمل نظام حیات قرآن مجید سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے؟ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی فرقہ واریت کا پرچار نہیں کیا۔ چناں چہ ہمیں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان کو اُن کے اصولوں کے مطابق بنانا ہوگا۔

پاکستان ایک جدید اسلامی ریاست اور علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دو قومی نظریہ کے حوالے سے دعویٰ کیا کہ ہندو اور مسلمان ایک مملکت میں اکٹھے نہیں رہ سکتے اور مسلمان جلد یا بدیر اپنی جداگانہ مملکت بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ نے برصغیر میں واحد قوم کے وجود کا تصور مسترد کر دیا اور مسلم قوم کی جداگانہ حیثیت پر زور دیا۔

1- آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب: اسلام کو ایک مکمل نظام مانتے ہوئے علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بنیاد پر برصغیر کے شمال مغرب میں علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کا تصور آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ 1930ء میں پیش کیا۔ انھوں نے واضح کہا: ''انڈیا ایک برصغیر ہے، ملک نہیں۔ یہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ رہتے ہیں۔ مسلم قوم اپنی جداگانہ مذہبی اور ثقافتی پہچان رکھتی ہے۔ ان کے لیے ایک الگ ملک خواہ یونین میں ہو یا آزاد، ضروری ہے۔''

2- خطبہ الہ آباد: علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930 میں خطبہ الہ آباد میں فرمایا:

''اسلام زندگی کی وحدت کو سلب نہیں کرتا۔ وہ مادے اور روح کو ناقابل اتحاد قرار نہیں دیتا۔ اسلام میں خدا اور کائنات، روح اور مادہ، کلیسا اور ریاست یہ ایک کل کے مختلف اجزا ہیں۔ انسان کسی ایک ناپاک دنیا کا باشندہ نہیں ہے جسے ایک روحانی دنیا کی خاطر جو کسی دوسری جگہ واقع ہو ترک کیا جا سکے۔''

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں اگر روح اور مادے یا دین اور سیاست کو الگ کر دیا جائے تو قتل و غارت اور ظلم و زیادتی رہ جاتی ہے، وہ فرماتے ہیں۔

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ الہ آباد میں ارشاد فرمایا:

''جس شخص کو آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کا شرف بخشا ہے وہ اب بھی اسلام کو ایک زندہ قوت سمجھتا ہے اور یہی قوت رنگ و خون اور زبان و وطن کے بتوں کو پاش پاش کر سکتی ہے۔ اسلام فرد اور ریاست دونوں کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے۔''

3- اسلامی تہذیب و ثقافت کا تحفظ اور بقا: مطالبہ پاکستان کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جو قوم اپنا ملک نہیں رکھتی۔ وہ اپنے مذہب اور تہذیب کو برقرار نہیں رکھ سکتی۔ دین و تہذیب حکومت و شوکت سے زندہ ہیں، اس لیے الگ مسلم ریاست

ہی ہندوستان کے مسلمانوں کے مسائل کا واحد حل ہے اور یہی اقتصادی اور معاشی مشکلات کا بھی حل ہے۔''

4- ملت کا نظریہ: علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے وطن کی بجائے ملت کے نظریہ کو زیادہ اہمیت دی۔ آپ رنگ و نسل اور زبان و وطن کی بنیاد پر قائم ہونے والی قوم کو انسانیت کے لیے سم قاتل خیال کرتے ہیں اور اسے آزادی مساوات اور اخوت قائم کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ وہ ملت کے لیے زبان و وطن کی حد بندیاں اور رنگ و نسل کے تعصبات کے بتوں کو توڑنا ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ اسلام پر مسلم قومیت کی بنیاد مستحکم ہو۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

5- اتحاد عالم اسلام: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اتحاد عالم اسلام کے زبردست داعی تھے۔ عین اسی دور میں مغرب کے لادین تصورات کے زیر اثر اسلامی ممالک میں بھی قوم پرست تحریکیں جنم لے رہی تھیں۔ علامہ نے ان کے مضر اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں کو فرقہ بندی سے بچنے اور حرم کو مرکز بنانے کی تلقین کی لیکن آپ کا پیغام اس جدید اسلامی ریاست کی طرف سے تھا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

پاکستان بحیثیت ایک جدید اسلامی ریاست اور لیاقت علی خاں

قیام پاکستان کے بعد لیاقت علی خاں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں 7 مارچ 1949ء کو تقریر کرتے ہوئے انھوں نے قراردادِ مقاصد کا مسودہ پیش کیا، اُس کی وضاحت کچھ یوں کی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''چوں کہ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے اجازت عطا فرمائی۔ چوں کہ یہ اختیارِ حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد اور خود مختار مملکت پاکستان کے لیے ایک دستور مرتب کیا جائے جس کی رو سے مملکت تمام حقوق و اختیاراتِ حکمرانی ہو، عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت و حریت، مساوات و رواداری اور سماجی عدل کی جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے جس کی رُو سے:

1- مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔

2- اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذاہب پر عقیدہ رکھ سکیں اور ان پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں۔

3- وہ علاقے جو اب پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں ایک وفاق بنائیں جس کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں۔

4- بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات، حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری، سماجی، اقتصادی اور سیاسی عدل، اظہار خیال، عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط (میل جول اور باہمی تعلق کی آزادی) شامل ہو۔

5- اقلیتوں اور پس ماندہ طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام کیا جائے۔

6- عدلیہ کی آزادی مکمل طور پر محفوظ ہو۔

7- وفاق کے علاقوں کی حفاظت، اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے بر و بحر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں، تحفظ کیا جائے تاکہ اہلِ پاکستان فلاح اور خوش حالی کی زندگی بسر کر سکیں اور اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود میں کما حقہ، اضافہ کر سکیں۔

جناب والا! میں اس موقعے کو ملک کی زندگی میں بہت اہم سمجھتا ہوں۔ اہمیت کے اعتبار سے صرف حصول آزادی کا واقعہ ہی اس سے بلند تر ہے، کیوں کہ حصول آزادی ہی سے ہمیں اس بات کا موقع ملا کہ ہم ایک مملکت کی تعمیر اور اس کے نظام سیاست کی تشکیل اپنے نصب العین کے مطابق کر سکیں۔ میں ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بابائے قوم قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کے متعلق اپنے خیالات کا متعدد موقعوں پر اظہار فرمایا تھا، اور قوم نے ان کے خیالات

غیر مبہم الفاظ میں تائید کی تھی۔''

لیاقت علی خان کا پیش کردہ مسودہ قراردادِ مقاصد کی شکل میں 12 مارچ 1949ء کو منظور کیا گیا جو کہ یہ ہے:

1- اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جو اپنا اختیار ریاست پاکستان کو تفویض کرتا ہے جس کو پاکستان کے منتخب نمائندے مقدس امانت کے طور پر قرآن وسنت کی حدود میں رہ کر استعمال کر سکیں گے۔

2- جمہوریت، آزادی، مساوات، برداشت، اور معاشرتی انصاف اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنائے جائیں گے۔

3- مسلمان اپنی زندگیاں انفرادی یا اجتماعی طور پر اسلام کی تعلیمات جو قرآن وسنت کے مطابق ہیں، گزار سکیں گے۔

4- اقلیتوں کو مکمل آزادی حاصل ہوگی اور وہ اپنے مذہب کے مطابق زندگیاں گزار سکیں گی۔

5- پاکستان ایک وفاق ہوگا اور عدلیہ کو مکمل آزادی حاصل ہوگی۔

سوال 6: اسلام اور جدیدیت پر نوٹ لکھیں۔ (GRW. GII, FSD. GI, 2024)

جواب: جدیدیت سے مراد نئے خیالات اور نئے آلات ہیں جنھوں نے انیسویں صدی کے پبلک اور پرائیویٹ تعلقات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے نئے خیالات کو جنم دیا اور جدید صنعتی معاشرہ قائم کیا۔ جس میں شہروں کو ترقی دی گئی، مادہ پرستی کی پوجا کی گئی اور مذہب سے انکار کیا گیا یعنی جدیدیت نے پرانی روایات مسترد کرتے ہوئے نئی معاشرتی اقدار قائم کیں جن کا مذہب سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جدیدیت کی خصوصیات: جدیدیت کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- انسان پرستی (Humanism): جدیدیت نے انسان کو اتنا بلند مقام دیا کہ اس کو خدا کی جگہ رکھ دیا۔ اب حق و باطل، صحیح و غلط، خیر و شر، سعادت و شقاوت سب کا مالک و معیار انسان ہے اس لیے پارلیمنٹ بنایا جاتا ہے تاکہ لوگ اپنی مرضی سے قانون بنائیں۔

2- عقلیت پسندی (Rationalism): جدیدیت نے دنیا کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ انسان کی عقل میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ صحیح اور غلط کو سمجھ سکے۔ اس بنا پر ہمیں کسی دوسرے بتانے والے کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے اس نعرہ کے ذریعے وحی الٰہی کا انکار کیا۔ درحقیقت عقل انسانی بغیر وحی الٰہی کے شیطانیت اور گمراہی ہے۔

3- انفرادیت پسندی (Individualism): جدیدیت کی ایک اور خصوصیات یہ ہے کہ اس نے فرد کو اصل و اساس قرار دیا یعنی فرد کی زندگی کو اجتماعی زندگی پر مقدم کیا۔

4- جمہوریت (Democracy): جدیدیت نے سیاسی نظریہ ڈیموکریسی پیش کیا۔ سابق امریکی صدر ابراہم لنکن کا قول ہے:

"Government of the people, by the people, for the people" یعنی عوام کی حاکمیت، عوام کے ذریعے اور عوام پر۔

5- روایت پسندی کی مخالفت (Anti traditionalism): جدیدیت اصل میں ان نظریاتی، تہذیبی، سیاسی اور سماجی تحریکوں کا نام ہے جو گزشتہ دو صدیوں کے یورپ میں روایت پسندی (Traditionalism) اور کلیسائی استبداد کے ردِعمل میں پیدا ہوئیں۔ اس نے تمام قدیم اور ماضی کے افکار، عقائد اور ادیان و مذاہب کا انکار کر دیا۔

6- لادینیت (Secularism): ضد مذہبیت، مخالف دین، یعنی اجتماعی اور سیاسی زندگی سے دین کو حذف کرنا اور دین کو صرف اور صرف نجی زندگی تک محدود کرنا جو آخر کار دین کی مخالفت اور حذف دین کا سبب بھی بنا ہے۔

7- افادیت پسندی (Utilitarianism): افادیت پسندی کا فلسفہ ہر اُس چیز کو اچھا سمجھتا ہے جو خوشی میں اضافہ اور تکلیف میں کمی کرتی ہے۔ یہ نتائج پر مبنی فلسفہ ہے۔ اگر کسی عمل کا نتیجہ خوشی کو بڑھانے اور تکلیف کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے تو اس عمل کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ نظریہ افادیت پسندی بنیادی طور پر لذت پسندی کا فلسفہ ہے۔ نظریہ افادیت پسندی کی تاریخ کا سراغ قدیم یونانی فلاسفر اپی کیورس تک لے جاتا ہے لیکن ایک مکتبہ فکر کے طور پر نظریہ افادیت پسندی کا سہرا برطانوی فلاسفر جیریمی بینتھم (Jeremy Bentham) کے سر جاتا ہے۔ مجموعی طور پر افادیت پسندی کا فلسفہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے اس زندگی کو تکلیف سے پاک بنانے پر مرکوز ہے۔ سطحی طور پر یہ ایک قابل تعریف مقصد معلوم ہوتا ہے۔ کون نہیں چاہے گا کہ تمام دنیا کے لوگوں کے دکھوں کو دور کیا جائے؟ اس نظریہ پر اعتراض یہ کیا جاسکتا ہے کہ انسان کے مطابق اچھے سے مراد خوشی ہے اور وبرے سے مراد ناخوشی ہے۔ اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز جو ایک شخص کے لیے خوشی کا باعث ہو وہ دوسرے شخص کے لیے خوشی کا باعث نہ ہو۔

8- مطلق آزادی (Liberalism): مطلق آزادی وہ مکتب فکر یا روش زندگی ہے جس میں انسانوں کی انفرادی آزادی پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یہ مکتب فکر استبداد اور آمریت (authoritarianism) کی مخالفت کرتا ہے چاہے وہ استبداد حکومت کی جانب سے ہو یا کسی دین و مذہب یا سیاسی پارٹی کی جانب سے ہو یہ مکتب ان کی مخالفت کرتی نظر آتی ہے اور انسان کو ہر طرح کی بندش سے آزاد قرار دیتی ہے۔

9- عالم گیریت (Globalization): لغوی طور پر اس سے مُراد علاقائی یا مقامی مظاہر (phenomena) کو عالمگیر بنانے کا عمل ہے۔ اس کی وضاحت کچھ یوں کی جاسکتی ہے کہ ایک ایسی عملیت جس سے ساری دنیا کے لوگ ایک معاشرے میں متحد ہو جائیں اور تمام افعال اکٹھے سرانجام دیں۔

اسلام میں جدیدیت کا تصور

دین اسلام کی بنیاد وحی الٰہی پر قائم ہے۔ اس کے بنیادی اصول غیر متبدل اور نا قابل تغیر ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وحی الٰہی کی بنیاد پر ترتیب پانے والا معاشرہ نہ تو غیر مہذب ہوتا ہے اور نہ پسماندہ۔ اسلام نے انسانیت کی بہبود اور ترقی کے لیے جدید خیالات کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ہے۔ اگرچہ یہ خیالات و تصورات اسلام کی بنیادی تعلیمات سے تعلق نہیں رکھتے قرآن کے احکامات کی طے شدہ حدود میں رہتے ہوئے اسلام نے نظریات اور آلات کی جدیدیت کو قبول کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ترجمہ: یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب بھی اتاری اور میزان (عدل) بھی تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت (جنگی) طاقت بھی ہے اور لوگوں کے لیے دوسرے فائدے بھی اور تا کہ اللہ ظاہر فرمادے کہ کون اُس (کے دین) کی اور اُس کے رسولوں کی بن دیکھے مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ بہت قوت والا بہت غالب ہے۔ (سورۃ الحدید: 25)

اس آیت میں لوہے کو اسلحہ اور طاقت سے نسبت دی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو طاقت ور دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ طاقت صنعتی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی سے آسکتی ہے، لہٰذا اسلام میں آلات کی جدت قابلِ قبول ہے۔ اسی لیے لوہے کا استعمال کر کے اس سے مختلف آلات اور اوزار بنانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی حضرت محمد رسُولُ اللہ خاتم النبیین ﷺ کے طریقوں پر عمل کرنے میں ہے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے طریقوں سے ہٹ کر ہم کسی چیز میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اگر ہماری صبح سے لے کر شام تک کی زندگی حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کے احکامات کے مطابق ہو تو یہ ہمیں ترقی میں مدد دے گی۔ پاکستان میں اسلامی تہذیب کو اپنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حدیث پاک ہے "دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ وہ اسے جہاں ملے، اسے لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔" (حدیث ابن ماجہ، حدیث نمبر 4169)

یوں دانائی، حکمت، دانش مندی کا استعمال کر کے دورِ جدید کی ٹیکنالوجی کو انسان کے فائدے اور ترقی کے لیے استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اسلام نوعِ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال ہونے والی ایسی مشینی ترقی کو تسلیم کرتا ہے جو اسلام کی بنیادی تعلیمات اور عقائد اسلام سے متضاد نہ ہو۔ مسلمانوں نے کئی صدیوں تک تمام علوم میں پوری دنیا کی قیادت کی ہے لیکن جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضرت محمد رسُولُ اللہ خاتم النبیین ﷺ کے طریقوں کو چھوڑا تو ان کا زوال شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے دنیا کی بادشاہت اور خلافت کا وعدہ کیا ہے مگر دو شرائط کے ساتھ، ایک ایمان اور دوسرا عمل صالح والی زندگی۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

جدیدیت کے فروغ میں نوجوانوں کا کردار

جدیدیت کو فروغ دینے میں نوجوان کسی بھی معاشرے کا طاقت ور اور متحرک ترین طبقہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس معاشرے کے دوست اور دشمن دونوں اسی کوشش میں ہوتے ہیں کہ نوجوان طبقہ کی توجہ حاصل کر کے انھیں اپنے اہداف اور مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ پاکستانی معاشرے میں بھی نوجوانوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے اور ان کی بہترین تربیت کے لیے دینی مدارس قائم کیے گئے ہیں۔ نوجوان نسل کی ترقی اور صلاحیتوں کے اعلیٰ استعمال کے بارے میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند
پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں   نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمان میں

مسلمان مفکرین کا کردار

اٹھارھویں صدی میں یورپ سیاسی، معاشی، معاشرتی اور عسکری میدان میں بہت پیچھے تھا اور مسلمان آگے تھے۔ یورپ کے صنعتی انقلاب نے حالات یکسر بدل دیے اور یورپ نے ترقی کرنا شروع کی جب کہ مسلمان پستی اور زوال کا شکار ہو گئے اور ہر شعبہ ہائے زندگی میں پیچھے رہ گئے۔ بہت سے مسلمان مفکرین نے مسلمانوں کی راہ نمائی کی اور انھیں ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ اسلام اور جدیدیت میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ مسلمان مفکرین نے ماضی میں شاندار کارناموں سے دنیا کو مستفید کیا۔ جابر بن حیان، عبدالمالک اصمعی، بوعلی سینا، الخوارزمی، البیرونی، الرازی، ابن الہیثم کے نام قابل ذکر ہیں جنھوں نے علم ریاضیات، علم الادویات، علم فلکیات، جدید علم کیمیا، علم بصریات، علم ارضیات، علم جغرافیہ اور علم الجراحت میں ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ مغرب کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد انھی مفکرین اور محققین کی علمی کاوشیں ہیں۔ انھی مشاہیر کی گراں مایہ کتب یورپ کی یونیورسٹیوں میں دیکھ کر شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی   جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

اگر ہم اسلام کے اصولوں اور نظریات کا ازسرِنو جائزہ لیں تو ہم مغربی دنیا کے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور مختلف علوم میں اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔

سوال 7: اسلام امن، رواداری اور بقائے باہمی کو فروغ دیتا ہے، وضاحت کریں۔ (GRW. GI. RWP. GII. DGK. GII. 2023) (LHR. GII. FSD. GII. 2024)

جواب:

اسلام اور امن

پوری دنیا میں بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ ہر طرف بدامنی، لاقانونیت اور انتشار پھیلا ہوا ہے، امن وامان اور سکون غارت ہے اور ہر انسان اس کے لیے فکرمند ہے۔ بدامنی کے لیے الٹ لفظ امن وسلامتی مستعمل ہے۔ اسلام امن وامان قائم کرنے کا درس دیتا ہے، اسلام شرپسندی، ڈاکازنی، دہشت گردی، بدامنی اور سماج دشمنی کی سخت ممانعت کرتا ہے۔ اسلام ایسے عناصر کی سزا قتل یا سولی یا جلاوطنی (قید) قرار دیتا ہے تاکہ معاشرہ ایسے عناصر سے پاک ہو اور ہر طرف امن وامان کا دور دورہ ہو۔ اسلام کی بنیاد امن وامان پر ہے اور اسلام ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) یا زمین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ (سورۃ المائدہ: 32)

امن وامان کے قیام کے راہ نما اصول

اسلام نے جرائم کے سدباب اور امن وامان کے قیام کے لیے کچھ راہ نما اصول وضع کیے ہیں جن پر عمل کر کے دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ وہ راہ نما اصول درج ذیل ہیں:

1- اللہ تعالیٰ پر ایمان: اسلام یہ بتاتا ہے کہ اگر دنیا میں امن وسکون چاہتے ہو تو ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ، خاص اسی کی عبادت کرو، اپنی اصلاح کر لو اور اچھے کام کرو۔ قرآن مجید میں اس اصول کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

ترجمہ: ہم رسولوں کو بھیجتے رہے ہیں صرف خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے بنا کر تو جو شخص ایمان لائے اور اصلاح کر لے تو ان کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (سورۃ الانعام: 48)

ایمان اور امن دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ دنیا میں ایمان کے بغیر امن کا قیام ناممکن ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کی عبادت: قیام امن کا دوسرا اسلامی اصول یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے۔ اس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہیں ہونی چاہیے اور تمام آلائشوں سے پاک عبادت کے نتیجہ میں امن وامان قائم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ (سورۃ الانعام: 82)

3- اخوت وہمدردی اور بھائی چارے کا فروغ: امن وامان کے قیام کے لیے اسلام نے تیسرا اصول یہ بتایا کہ انسانی معاشرے میں اخوت وہمدردی اور بھائی چارہ کو فروغ دیا جائے۔ ہر شخص دوسرے کا خیر خواہ ہو اور اس کی عزت وآبرو کا محافظ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے:

تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 13)

اس اصول کی روشنی میں جب معاشرے کا ہر فرد اپنے پڑوسی، اپنے شہری اور اپنے ہم وطن بھائی کے لیے خیر اور بھلائی کا جذبہ رکھے گا تو فتنہ وفساد، خانہ جنگی اور دہشت گردی خود بخود ختم ہو جائے گی، پورا معاشرہ اور پورا ملک امن وامان کا گہوارہ بن جائے گا۔

اسلام نے جرائم کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے جو سزائیں تجویز کی ہیں، بظاہر وہ ''سنگین'' اور ''حقوق انسانی'' کے خلاف نظر آتی ہیں، لیکن جرائم کی کثرت اور ان کی سنگین نوعیت نے اب یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے سدباب کے لیے اسلامی قوانین اہم ہیں۔ اگر ہم شرپسندی، بدعنوانی اور قتل و غارت گری کا خاتمہ چاہتے ہیں تو ہمیں اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنانا ہوگا۔

اسلام اور مذہبی رواداری

اسلام مذہبی رواداری پر یقین رکھتا ہے اور دوسروں کے عقائد و اقدار، جذبات، تہذیب و ثقافت وغیرہ کا لحاظ رکھتا ہے۔ مذہبی رواداری کے حوالے سے قرآن وسنت میں صریح ہدایات موجود ہیں۔

1- **آزادیٔ فکر وعقیدہ:** قرآن مجید کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یہ انسان کی آزادیٔ فکر وعقیدہ کا سب سے اہم اعلامیہ (چارٹر) ہے۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے فکر وعقیدہ کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرے۔ ہر فرد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جس نظریے کو چاہے اختیار کرے اور جسے چاہے رد کر دے۔ اس کا محاسبہ کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ قیامت کے دن اس کا محاسبہ کرے گی۔ دنیا میں اس بنیاد پر ایسے شخص کے ساتھ برا اور غیر اخلاقی رویہ اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ اسے بنیادی انسانی حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اللہ ہمارا (بھی) رب ہے اور تمھارا (بھی) رب ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع فرمائے گا اور اسی کی طرف (سب کو) جانا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ: 15)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

ترجمہ: جنھیں وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں انھیں برا مت کہو پس (ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی علم کے بغیر زیادتی کرتے ہوئے اللہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔ (سورۃ الانعام: 108)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اسلام میں ہر شہری کے عقیدے اور مذہب کا احترام کیا جائے اور رواداری کو اختیار کیا جائے۔

2- **غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ:** اسلام زندگی گزارنے کے اس طریقہ کا نام ہے جو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام کا تھا اور بعد میں آنے والی تمام انسانیت کا رہے گا۔ اسی طریقہ کی تبلیغ و اشاعت کے لیے دنیا میں نبیوں کا طویل سلسلہ قائم کیا گیا۔ ایسا دین جو ہمیشہ سے سارے انبیائے کرام کا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین رواداری کا درس دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک (پسندیدہ) دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔ (سورۃ آل عمران: 19)

قرآن مجید میں تمام انبیاء علیہم السلام جن کا نام لیا گیا ہے یا نہیں یکساں احترام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلامی ریاست اس امر کی پابند ہے کہ وہ تمام اقلیتوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کا مکمل اہتمام کرے۔ اس معاشرے میں افراد حلم و بردباری کے حامل ہوتے ہیں۔ وہ دوسرے افراد کی بات اور نقطۂ نظر کو برداشت کرتے ہیں۔

3- **حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غیر مسلموں سے معاہدہ:** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کے لیے جو معاہدہ تحریر فرمایا، اس کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

''یہ امان ہے جو اللہ تعالیٰ کے غلام امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ ایلیا کو دی، یہ امان و مال، گرجا، صلیب، تندرست و بیمار اور ان کے تمام اہلِ مذہب کے لیے ہے، نہ ان کے گرجا میں سکونت اختیار کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کے احاطے کو نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کمی کی جائے گی، مذہب کے بارے میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔''

4- **حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی گورنر کو تاکید:** کچھ غیر مسلموں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے گورنر عمرو بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سخت مزاجی کی شکایت کی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے گورنر کو لکھا:

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے علاقہ کے غیر مسلموں کو تمھاری سخت مزاجی کی شکایت ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے، نرمی اور سختی دونوں سے کام لو لیکن سختی ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ ان کے خون سے اپنا دامن محفوظ رکھو۔''

الغرض آغاز اسلام سے غیر مسلموں کے ساتھ تحمل، بردباری اور رواداری کا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ خود نبی رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ نے اہل مکہ کو فتح مکہ کے موقع پر معاف فرما دیا۔ ان میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے جانی دشمن آپ خاتم النبیین ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل اور مکی زندگی

ہیں مسلمانوں کو خاص طور پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اذیتیں اور تکالیف پہنچانے والوں کو عام معافی کا اعلان فرما دیا گیا۔ مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں خصوصاً خیبر میں بسنے والے یہودی قبائل کو ان کی زمینیں کاشت کرنے کی اجازت دے دی۔ خلفائے راشدین اور بعد کے ادوار میں بھی ان اعمال کو روا رکھا گیا۔

اسلام اور بقائے باہمی

1- **بقائے باہمی کا مطلب اور اہمیت:** بقائے باہمی کا مطلب دوسرے انسانوں کے ساتھ امن و امان، باہمی صلح اور محبت کے ساتھ رہنا ہے۔ دنیا کی آبادی کی غالب اکثریت کسی نہ کسی مذہب کی پیروکار ہے اور ان کے تصورات یعنی رواداری امن و امان، باہمی صلح، بقائے باہمی اور محبت بہت ہی اہم اصول ہیں۔ دنیا میں مذہب کے بغیر نہ امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی بقائے باہمی۔ اسلام کے مطابق امن انصاف کے بغیر ممکن نہیں ہے، اس لیے اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر فرد کو اپنی مرضی کا مذہب اور عقیدہ اختیار کرنے کی اجازت ہے۔

2- **مرضی کا دین اختیار کرنے کی اجازت:** اسلام ہر فرد کو اجازت دیتا ہے کہ جو چاہے وہ مانے اور جو چاہے نہ مانے۔ اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔ (سورۃ الکافرون: 6)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں (اُن سے) لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرنا۔ بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ البقرہ: 190)

3- **مساواتِ نسلِ انسانی:** حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے جب کہ فوقیت اور برتری کی بنیاد تقویٰ ہے نہ کہ دولت یا اختیار و اقتدار۔

4- **یکساں قانونی تحفظ اور ترقی کے مواقع:** اسلام میں لوگوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے۔ کوئی کسی سے برتر نہیں سوائے تقویٰ کے۔ اسلامی قانون کے مطابق تمام انسان برابر ہیں اور انھیں یکساں قانونی تحفظ اور ترقی کے مساوی مواقع حاصل ہیں۔

5- **انسانی برادری کا تصور:** اسلام نے بلاتفریق مذہب و ملت انسانی برادری کا جو تصور پیش کیا ہے اگر اُس پر درست طریقے سے عمل کر لیا جائے تو یہ شر و فساد، ظلم و جبر اور بے پناہ فسادات سے بھری ہوئی دنیا امن و سکون کا گہوارا بن جائے۔

مشقی سوالات کے جوابات

سوال 1: ذیل میں دیے گئے چار جوابات میں سے درست پر (✔) کا نشان لگائیں۔

I- نظریہ لفظ آئیڈیالوجی کا ترجمہ ہے۔ آئیڈیالوجی لفظ ہے: (LHR. GI, FSD. GII, SWL. GI, SGD. GI, 2023) (FSD. GI, RWP. GII, 2024)

(الف) اُردو کا (ب) عربی کا (ج) فرانسیسی کا (د) یونانی کا

II- قرارداد مقاصد 1949ء پیش کرنے والے وزیر اعظم کا نام ہے: (MLN. GI, DGK. GII 2023) (DGK. GI, 2024)

(الف) خواجہ ناظم الدین (ب) محمد علی بوگرہ (ج) چودھری محمد علی (د) لیاقت علی خان

III- برصغیر میں جداگانہ انتخابات کا مطالبہ سب سے پہلے کیا: (SWL. GII, SGD. GI, 2023) (LHR. GI, GRW. GII, BWP. GI & II, 2024)

(الف) علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے (ب) سر سید احمد خان نے (ج) چودھری محمد علی نے (د) قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے

IV- قرارداد لاہور پیش ہوئی: (GRW. GI & II, MLN. GI, RWP. GI, DGK. GI, 2023) (LHR. GII, MLN. GII, SWL. GI, SGD. GII, 2024)

(الف) 1930ء میں (ب) 1940ء میں (ج) 1945ء میں (د) 1950ء میں

V- عدل کے لفظی معنی ہیں: (GRW. GII, SWL. GI, RWP. GII, DGK. GII, 2023) (SWL. GI, RWP. GI, 2024)

(الف) پُر امن اور خوشحال معاشرہ (ب) اجتماعی بہتری (ج) کردار کی تعمیر و تشکیل (د) کسی صحیح چیز کو صحیح جگہ پر رکھنا

vi- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں اپنا مشہور صدارتی خطبہ دیا: (LHR. GII, BWP. GI & II, 2023)

(الف) دہلی میں (ب) لاہور میں (ج) کراچی میں (د) الٰہ آباد میں

vii- قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ڈھاکہ میں خطاب کرتے ہوئے قوم کو صوبائی تعصبات سے گریز کرنے کی تلقین کی: (FSD. GII, MLN. GI, RWP. GI, DGK. GI, 2023)

(الف) مارچ 1948ء (ب) ستمبر 1947ء (ج) فروری 1947ء (د) جولائی 1946ء

viii- "اے لوگو! بے شک تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک۔ آگاہ رہو! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر اور کسی سیاہ فام کو کسی سفید فام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔" رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: (RWP. GI, 2023)

(الف) نبوت کے فوراً بعد (ب) ہجرت مدینہ کے موقع پر (ج) حجۃ الوداع کے موقع پر (د) صلح حدیبیہ کے موقع پر

ix- قراردادِ مقاصد پاس ہوئی: (LHR. GII, BWP. GI & II, 2023)

(الف) 1948ء میں (ب) 1949ء میں (ج) 1950ء میں (د) 1951ء میں

x- "اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے" جس سورۃ میں فرمایا: (SWL. GI, BWP. GII, 2023) (DGK. GI, 2024)

(الف) سورۃ البقرہ (ب) سورۃ آل عمران (ج) سورۃ النساء (د) سورۃ المائدہ

جوابات

i- فرانسیسی کا	ii- لیاقت علی خان	iii- سرسید احمد خان نے	iv- 1940ء میں	v- کسی صحیح چیز کو صحیح جگہ پر رکھنا
vi- الٰہ آباد میں	vii- مارچ 1948ء	viii- حجۃ الوداع کے موقع پر	ix- 1949ء میں	x- سورۃ آل عمران

سوال 2: مختصر جواب دیں۔

i- رواداری کا مفہوم لکھیں۔ (GRW. GI, MLN. GII, SGD. GI, RWP. GII, DGK. GII, BWP. GII, 2023) (GRW. GII, MLN. GI & II, RWP. GI, 2024)

جواب: رواداری سے مراد ہے کہ دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھا جائے۔ اسلام رواداری پر یقین رکھتا ہے اور دوسروں کے عقائد و اقدار، جذبات، تہذیب و ثقافت وغیرہ کا لحاظ رکھتا ہے۔ مذہبی رواداری کے حوالے سے قرآن و سنت میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ رواداری کے متعلق قرآن مجید کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یہ انسان کی آزادی فکر و عقیدہ کا سب سے اہم اعلامیہ (چارٹر) ہے۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی کے فکر و عقیدہ کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش کرے۔

ii- بقائے باہمی کا کیا مطلب ہے؟ (GRW. GII, SWL. GI, RWP. GI, DGK. GI, BWP. GI, 2023) (LHR. GI, DGK. GI, BWP. GII, 2024)

جواب: بقائے باہمی کا مطلب دوسرے انسانوں کے ساتھ امن و امان، باہمی صلح اور محبت کے ساتھ رہنا ہے۔ دنیا کی آبادی کی غالب اکثریت کسی نہ کسی مذہب کی پیروکار ہے اور ان کے تصورات یعنی رواداری، امن و امان، باہمی صلح، بقائے باہمی اور محبت بہت ہی اہم اصول ہیں۔

iii- جدیدیت کسے کہتے ہیں؟ (LHR. GII, MLN. GI, & GII, SWL. GI, SGD. GII, RWP. GI, & GII, 2023) (GRW. GI, 2024)

جواب: جدیدیت سے مراد نئے خیالات اور نئے آلات ہیں جنھوں نے انیسویں صدی کے پبلک اور پرائیویٹ تعلقات کو پس پشت ڈالتے ہوئے نئے خیالات کو جنم دیا اور جدید صنعتی معاشرہ قائم کیا جس میں شہروں کو ترقی دی گئی، مادہ پرستی کی پوجا کی گئی اور مذہب سے انکار کیا گیا یعنی جدیدیت نے پرانی روایات مسترد کرتے ہوئے نئی معاشرتی اقدار قائم کیں جن کا مذہب سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

iv- نظریہ کی تعریف لکھیں۔ (GRW. GI, FSD. GII, SWL. GII, BWP. GI, & GII, 2023) (FSD. GI, BWP. GI, 2024)

جواب: نظریہ کے لیے انگریزی لفظ آئیڈیالوجی استعمال کیا جاتا ہے جو ایک فرانسیسی لفظ کا ترجمہ ہے۔ یہ دو اجزاء "آئیڈیا" اور "لوجی" پر مشتمل ہے۔ نظریے کا مفہوم ہے انداز فکر اور تصور حیات وغیرہ۔ نظریہ عام طور پر اس تہذیبی یا معاشرتی لائحہ عمل کو کہتے ہیں جو کسی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جائے۔ نظریہ کا لفظ زیادہ وسیع معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے انسانی زندگی کا ایسا نظام وجود میں آتا ہے جس میں اعتقادات اور زندگی کے مقاصد شامل ہوں۔ نظریہ کسی بھی معاشرہ کو ایسی شکل میں لے آتا ہے جس میں افراد کے اعتقادات، رسم و رواج اور مذہبی معاملات مشترکہ ہوتے ہیں۔

-v خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟ (LHR. GI, FSD. GII, SWL. GII, SGD. GI, BWP. GI, & GII, 2023) (GRW. GI, BWP. GI, 2024)

جواب: بیرونی ممالک سے تعلقات استوار کرنا، انھیں فروغ دینا اور قومی مفاد کے حصول کے لیے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اٹھانا، خارجہ پالیسی کہلاتا ہے۔

-vi دوقومی نظریہ کی تعریف کریں۔ (GRW. GI, MLN. GI, & GII, SWL. GII, 2023) (RWP. GI & II, 2024)

جواب: برصغیر پاک و ہند میں دو قومیں یعنی ہندو اور مسلمان آباد تھیں جن کی سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور معاشی اقدار مختلف تھیں۔ ان دو اقوام کے نظریات بالکل مختلف تھے جن کی بنیاد اسلام اور ہندوازم پر تھی۔ تحریک پاکستان کی بنیاد بھی دوقومی نظریہ تھا یعنی برصغیر پاک و ہند میں ہندو اور مسلمان دو مختلف قومیں جو ہندوازم اور اسلام پر ایمان رکھتی تھیں۔ ان دونوں اقوام کے طرز زندگی اور بود و باش بالکل مختلف تھے۔

-vii علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے 1930ء میں خطبہ الٰہ آباد میں کیا فرمایا؟ (FSD. GI, SGD. GI, RWP. GII, DGK. GII, 2023) (MLN. GI & II, 2024)

جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انڈیا ایک برصغیر ہے، ملک نہیں۔ یہاں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے اور مختلف زبانیں بولنے والے لوگ رہتے ہیں۔ مسلم قوم اپنی جداگانہ مذہبی اور ثقافتی پہچان رکھتی ہے۔

-viii قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے 1943ء کے اجلاس منعقدہ کراچی میں کیا فرمایا؟ (LHR. GI, MLN. GI, SGD. GI, DG. GI, 2023)

جواب: قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے 1943ء کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی میں فرمایا: وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ملت کی عمارت استوار ہے؟ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اُمت کی کشتی محفوظ ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان اور وہ لنگر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے۔

سوال 3: تفصیل سے جواب دیں۔

-i اسلام، پاکستان کی نظریاتی اساس ہے۔ بحث کریں۔ جواب: دیکھیے سوال 1

-ii اسلام کے بنیادی اصول بیان کریں۔ جواب: دیکھیے سوال 2

-iii اسلام امن اور رواداری کو فروغ دیتا ہے، وضاحت کریں۔ جواب: دیکھیے سوال 7

-iv ایک اسلامی فلاحی ریاست کے بنیادی اصولوں کا تجزیہ کریں۔ جواب: دیکھیے سوال 3

-v پاکستان بحیثیت ایک جدید اسلامی ریاست علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کریں۔ جواب: دیکھیے سوال 5

اضافی کثیر الانتخابی سوالات

-1 لفظ آئیڈیالوجی کے اجزا کی تعداد ہے:

(A) تین (B) دو (C) چار (D) سات

-2 تہذیبی اور معاشرتی لائحہ عمل کو کہتے ہیں:

(A) نظریہ (B) فلسفہ (C) ادب (D) منطقی استدلال

-3 اسلامی نظریہ افراد کے ذہنوں پر اثر انداز ہوتا ہے:

(A) سائنسی طور پر (B) عقلی طور پر (C) فطری طور پر (D) جبلی طور پر

-4 جس کے احکامات اسلام کی بنیاد ہیں:

(A) اجماع (B) سنت (C) اجتہاد (D) قرآن مجید

-5 قرآن مجید کی مفصل تشریح ملتی ہے:

(A) سنت سے (B) تفسیر سے (C) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے (D) اجماع سے

-6 سنت جس زبان کی اصطلاح ہے:

(A) فارسی (B) ترکی (C) عربی (D) اُردو

-7 دو قومی نظریے کا آغاز کیا:
(A) علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے (B) قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے (C) چودھری رحمت علی نے (D) سرسید احمد خاں نے

-8 شملہ وفد نے جس شخصیت سے ملاقات کی:
(A) لارڈ منٹو (B) لارڈ میکالے (C) لارڈ چیمسفورڈ (D) لارڈ کیلون

-9 1906ء میں مسلمان رہنماؤں کا وفد شملہ میں کس وائسرائے سے ملا؟ (FSD. GI. 2023)
(A) لارڈ میو (B) لارڈ کرزن (C) لارڈ منٹو (D) لارڈ ماؤنٹ بیٹن

-10 1940ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں منظور ہوئی:
(A) قرارداد لاہور (B) قرارداد دہلی (C) قرارداد لکھنو (D) قرارداد علی گڑھ

-11 اسلامی معاشرہ اس بات پر کامل ایمان رکھتا ہے کہ اس پوری کائنات کا حاکم اعلیٰ ہے:
(A) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم (B) اللہ تعالیٰ (C) بادشاہ وقت (D) حضرت میکائیل علیہ السلام

-12 کسی چیز کو اس کی صحیح جگہ پر رکھنا کہلاتا ہے:
(A) مساوات (B) انصاف (C) عدل (D) اخوت

-13 ''اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دیجیے۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' یہ حکم قرآن مجید کی جس سورۃ میں ہے:
(A) سورۃ المائدہ (B) سورۃ الانبیاء (C) سورۃ الاعراف (D) سورۃ النساء

-14 ''آپ فرما دیجیے میرے رب نے عدل کا حکم دیا ہے۔'' یہ حکم قرآن مجید کی جس سورۃ میں ہے:
(A) سورۃ المائدہ (B) سورۃ النساء (C) سورۃ الاعراف (D) سورۃ الانبیاء

-15 اخوت کے معنی ہیں:
(A) پیار محبت (B) بھائی چارہ (C) مساوات (D) عدل

-16 ''بے شک سب اہل ایمان (تو آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔'' یہ ارشاد قرآن مجید کی جس سورۃ میں ہے:
(A) سورہ البقرہ (B) سورۃ یوسف (C) سورۃ الحجرات (D) سورۃ واقعہ

-17 ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔'' یہ حدیث درج ہے:
(A) سنن ابی داؤد میں (B) صحیح بخاری میں (C) سنن نسائی میں (D) سنن ترمذی میں

-18 باہمی جھگڑوں سے بچنے کے لیے بہترین ذریعہ ہے:
(A) رواداری (B) عدل (C) اخوت (D) مساوات

-19 ''دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بے شک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہو چکی ہے۔'' یہ ارشاد ہے:
(A) سورہ رحمٰن میں (B) سورہ آل عمران میں (C) سورہ البقرہ میں (D) سورہ واقعہ میں

-20 اسلامی فلاحی ریاست میں اقتدار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے:
(A) قاضی کو (B) نبی کو (C) خلیفہ کو (D) اللہ تعالیٰ کو

-21 اسلامی فلاحی مملکت میں سربراہ ریاست عوام کا ہوتا ہے:
(A) مالک (B) آقا (C) خادم (D) قرض دار

-22 پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:
(A) مکہ میں (B) مدینہ میں (C) بصرہ میں (D) کوفہ میں

-23 پہلی اسلامی ریاست کو بام عروج پر پہنچایا:
(A) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (B) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (C) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (D) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

24- اسلامی فلاحی ریاست کی بنیاد قائم ہے:
(A) توحید پر (B) رسالت پر (C) آخرت پر (D) ملائکہ پر

25- اسلامی ریاست میں کس کے خلاف کسی تنقید کو برداشت نہیں کیا جاتا؟
(A) خلیفہ (B) قاضی (C) دین (D) ریاست

26- ''لوگو! اگر میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی کام کروں تو میری پیروی نہ کرنا بلکہ مجھے منصب سے ہٹا دینا۔'' یہ ارشاد فرمایا تھا:
(A) حضرت ابوبکر ؓ نے (B) حضرت عمر ؓ نے (C) حضرت عثمان ؓ نے (D) حضرت علی ؓ نے

27- اعلیٰ درجہ کی عبادت کا مقام حاصل ہے:
(A) چھوٹوں پر شفقت کو (B) اساتذہ کے احترام کو (C) صلہ رحمی کو (D) خدمت خلق کو

28- قرارداد لاہور پیش کی گئی:
(A) منٹو پارک میں (B) گلشن پارک میں (C) جناح پارک میں (D) جلو پارک میں

29- قرارداد لاہور میں جلسہ سے خطاب کے دوران قائداعظم ؒ نے تشریح کی:
(A) ہندوازم کی (B) اسلام کی (C) عیسائیت کی (D) دوقومی نظریہ کی

30- قائداعظم ؒ نے مسلمانوں کی آزادی اور اسلام کی شان وشوکت کا ضامن قرار دیا:
(A) پاکستان کو (B) بھارت کو (C) نیپال کو (D) چائنہ کو

31- قائداعظم ؒ نے اسلام کا خادم قرار دیا:
(A) صوفی کو (B) خطیب کو (C) مسلمان کو (D) عالم باعمل کو

32- ''یہ کہنے میں آخر کیا فائدہ ہے کہ ہم پنجابی، سندھی یا پٹھان ہیں، ہم تو بس مسلمان ہیں''۔ یہ فرمان ہے:
(A) قائداعظم ؒ کا (B) علامہ اقبال ؒ کا (C) سرسید احمد خاں کا (D) چودھری رحمت علی کا

33- قائداعظم ؒ نے 21 مارچ 1948ء کو عوام سے کس شہر میں خطاب کیا؟ (FSD. GI, 2023)
(A) لاہور (B) کراچی (C) ڈھاکہ (D) کوئٹہ

34- قائداعظم ؒ نے برصغیر میں جس تصور کو مسترد کر دیا:
(A) واحد قوم (B) دوقوم (C) سہ قوم (D) چہار قوم

35- پاکستان کے پہلے وزیراعظم تھے: (LHR. GI, MLN. GI, 2023)
(A) لیاقت علی خان (B) چودھری محمد علی (C) محمد علی بوگرہ (D) فیروز خان نون

36- قرارداد مقاصد کا مسودہ جس اسمبلی میں پیش کیا گیا:
(A) قانون ساز اسمبلی (B) صوبائی اسمبلی (C) آئین ساز اسمبلی (D) قومی اسمبلی

37- لیاقت علی خان نے پہلی دستور ساز اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے قرارداد مقاصد پیش کی: (SGD. GII, 2023)
(A) 12 مارچ 1949ء کو (B) 7 مارچ 1949ء کو (C) 17 اکتوبر 1951ء کو (D) 23 مارچ 1956ء کو

38- جدیدیت نے مسترد کر دیا:
(A) رسومات کو (B) رواجات کو (C) روایات کو (D) عقائد کو

39- کس سورۃ میں لوہے کو اسلحہ اور طاقت سے نسبت دی گئی؟ (SGD. GII, 2023)
(A) سورۃ الحدید (B) سورۃ المائدہ (C) سورۃ البقرہ (D) سورۃ آل عمران

40- دانائی مومن کی ہے:
(A) گم شدہ جائیداد (B) گم شدہ میراث (C) گم شدہ چیز (D) گم شدہ دولت

41- جدیدیت کو فروغ دینے میں معاشرے کا طاقت ور اور متحرک ترین طبقہ ہے:
(A) نوجوان (B) عورتیں (C) بچے (D) بوڑھے

42- کئی صدیوں تک تمام علوم میں پوری دنیا کی قیادت کی:
(A) انگریزوں نے (B) مسلمانوں نے (C) فرانسیسیوں نے (D) یونانیوں نے

43- جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے طریقوں کو چھوڑا تو اُن کا شروع ہوگیا:
(A) عروج (B) اختلاف (C) زوال (D) اتحاد

44- جس صدی میں یورپ سیاسی، معاشی، معاشرتی اور عسکری میدان میں بہت پیچھے تھا:
(A) سترھویں (B) اٹھارھویں (C) اُنیسویں (D) بیسویں

45- یورپ کے حالات بدل دیے:
(A) صنعتی انقلاب نے (B) سائنسی تجربات نے (C) کیمیائی تجربات نے (D) ایٹمی تجربات نے

46- اس وقت پوری دنیا جس کیفیت سے دوچار ہے:
(A) اداسی (B) بے چینی (C) اضطراری (D) بے قراری

47- آج کل دنیا میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے:
(A) بے چینی (B) خوف (C) دہشت (D) بدامنی

48- بدامنی کا متضاد لفظ ہے:
(A) بھائی چارہ (B) امن وسلامتی (C) مساوات (D) اخوت

49- ''جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان (کے بدلہ) یا زمین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔'' یہ ارشاد ہے:
(A) سورۃ المائدہ میں (B) سورۃ البقرہ میں (C) سورۃ آل عمران میں (D) سورۃ مریم میں

50- اللہ تعالیٰ نے خوش خبری سنانے والے بنا کر بھیجا:
(A) حکمرانوں کو (B) فرشتوں کو (C) جنات کو (D) رسولوں کو

51- ''تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' یہ حدیث مبارکہ موجود ہے:
(A) سنن ترمذی میں (B) صحیح بخاری میں (C) مشکوٰۃ شریف میں (D) سنن ابی داؤد میں

52- ''بے شک (پسندیدہ) دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔'' یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
(A) سورۃ البقرہ میں (B) سورۃ الرحمٰن میں (C) سورۃ الذاریات میں (D) سورۃ آل عمران میں

53- دوسرے انسانوں کے ساتھ امن وامان، باہمی صلح اور محبت کے ساتھ رہنا کہلاتا ہے:
(A) بقائے باہمی (B) بھائی چارہ (C) مساوات (D) اخوت

54- ''تمھارے لیے تمھارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔'' یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
(A) سورۃ الفلق میں (B) سورۃ الکوثر میں (C) سورۃ الکافرون میں (D) سورۃ الفیل میں

55- ''اور اللہ کی راہ میں (اُن سے) لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرنا۔'' یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
(A) سورۃ آل عمران میں (B) سورۃ البقرہ میں (C) سورۃ المومنون میں (D) سورۃ یوسف میں

جوابات

A -10	C -9	A -8	D -7	C -6	A -5	D -4	C -3	A -2	B -1
D -20	C -19	A -18	B -17	C -16	B -15	C -14	A -13	C -12	B -11
A -30	D -29	A -28	D -27	A -26	C -25	A -24	B -23	B -22	C -21
C -40	A -39	C -38	B -37	B -36	A -35	A -34	C -33	A -32	C -31
D -50	A -49	B -48	D -47	C -46	A -45	B -44	C -43	B -42	A -41
					B -55	C -54	A -53	D -52	B -51

اضافی مختصر جوابی سوالات

-1 **نظریہ کا مفہوم تحریر کریں۔**

جواب: نظریہ فرانسیسی لفظ آئیڈیالوجی کا ترجمہ ہے۔ یہ دو اجزا ''آئیڈیا'' اور ''لوجی'' پر مشتمل ہے۔ نظریے کا مفہوم ہے انداز فکر اور تصور حیات وغیرہ۔ نظریہ عام طور پر اس تہذیبی یا معاشی لائحہ عمل کو کہتے ہیں جو کسی قوم کا مشترکہ نصب العین بن جائے۔

-2 **نظریہ پاکستان سے کیا مراد ہے؟** (GRW. GII, 2023)

جواب: برصغیر میں دو قومی نظریہ ہی درحقیقت نظریہ پاکستان کی بنیاد بنا اس لیے دو قومی نظریہ ہی نظریہ پاکستان ہے۔ مطلب یہ کہ اس ملک ہندوستان میں ایک قوم نہیں بلکہ دو قومیں بستی ہیں ایک مسلم اور دوسری غیر مسلم جن کا رہن سہن، نام، مذہب ہر چیز الگ الگ ہے۔

-3 **اسلامی معاشرہ دیگر معاشروں سے کیوں منفرد ہے؟**

جواب: اسلامی معاشرہ دیگر معاشروں کے مقابلے میں بالکل منفرد اور جدا ہے۔ یہ ان الہامی اصولوں اور نظریات پر قائم ہے جو قرآن مجید اور رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی سنت سے حاصل کیے گئے ہیں۔

-4 **اسلامی نظریے کا سرچشمہ کیا ہے؟**

جواب: اسلامی نظریے کا سرچشمہ قرآن مجید، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی سنت اور اسلامی رسم و رواج ہے۔

-5 **سنت کے لفظی معنی اور مفہوم بیان کریں۔** (LHR. GII, 2023)

جواب: سنت ایک عربی اصطلاح ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں: ''ایسا راستا جس کی پیروی کی جائے''۔ قرآن مجید اسلامی اصولوں کے بنیادی خدوخال بیان کرتا ہے لیکن ان کی تشریح حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی احادیث سے ملتی ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان کی تفصیلات بھی آپ خاتم النبیین ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔

-6 **اسلام کس طرح کے رسم و رواج کی اجازت دیتا ہے؟**

جواب: مختلف علاقوں میں پائے جانے والے ایسے رسم و رواج اور ایسی اقدار جو اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہوں مسلمانوں کو اپنانے کی اجازت ہے کہ وہ انھیں اپنے مخصوص خطے یا علاقے میں اختیار کر سکتے ہیں۔ ان میں میلے، اجتماعات اور دیگر تقریبات شامل ہیں۔

-7 **نظریہ کس طرح کے خیالات کی عکاسی کرتا ہے؟**

جواب: نظریہ افکار و خیالات کا عکاس ہوتا ہے۔ یہ معاشرے میں رہن سہن، سوچ بچار، طرز فکر اور باہمی تعلقات کے اصول متعین کرتا ہے۔

-8 **عدل سے کیا مراد ہے؟** (LHR. GII, 2023)

جواب: عدل کے لفظی معنی ہیں کہ صحیح چیز کو صحیح جگہ پر رکھنا۔ یہ قانون الٰہی کی اصل بنیاد ہے۔ اصطلاح میں معاشرتی مساوات اور انصاف کی فضا قائم کرنے کو عدل کہتے ہیں۔

9- نظریہ کو قومی اتحاد کا سرچشمہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب: نظریہ لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتا ہے اس لیے وہ قومی اتحاد کا سرچشمہ بنتا ہے۔

10- اسلامی نظریہ کس طرح رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے؟ (GRW. GII, 2024)

جواب: اسلامی نظریہ انسانوں کو فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد پر اُبھارتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

11- اُخوت سے متعلق ایک حدیث نبوی ﷺ کا ترجمہ لکھیں۔ (FSD. GI, 2023)

جواب: ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے'' (صحیح بخاری حدیث نمبر 6065)

12- نظریہ درست فیصلے کرنے میں کس طرح مددگار رہتا ہے؟

جواب: قیادت کے انتخاب کے لیے نظریہ ایک خاص طرح کی بصیرت پیدا کر دیتا ہے جس سے درست فیصلے کرنے میں مدد ملتی ہے۔

13- نظریہ ثقافت کو برقرار رکھنے میں کس طرح معاون ثابت ہوتا ہے؟

جواب: نظریے سے آزادی، ثقافت اور رسم و رواج برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اسلامی نظریہ اُن اسلامی اقدار کا عکاس ہے جن کی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے تعلیم دی اور خود عمل کر کے دکھایا۔

14- پاکستان کا مطالبہ کس بنیاد پر کیا گیا؟

جواب: پاکستان کے مطالبہ کی بنیاد دو قومی نظریہ تھی جس کی بنیاد پر مسلمانانِ ہند نے اپنے لیے ایک الگ ریاست کا مطالبہ کیا اور آخرکار پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

15- پاکستان مسلم لیگ کا قیام کیسے عمل میں آیا؟

جواب: چند سرکردہ مسلمان راہنماؤں نے وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے شملہ کے مقام پر 1906ء میں ملاقات کر کے اپنے مطالبہ کو دہرایا اور اسی مطالبہ کی بنیاد پر مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔

16- قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 1940ء میں لاہور میں مسلم لیگ کے جلسہ میں کیا مطالبہ کیا؟

جواب: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دو قومی نظریہ کو آگے بڑھایا اور 1940ء میں لاہور کے مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ میں دو قومی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے مسلمانوں کے لیے الگ ملک کا مطالبہ کیا۔

17- اقتدارِ اعلیٰ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسلامی معاشرہ اس بات پر کامل ایمان رکھتا ہے کہ اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہی اس کائنات کا حاکمِ اعلیٰ ہے۔ عوام کے نمائندے صرف ان حدود کے اندر اختیارات استعمال کر سکتے ہیں جو اسلام نے متعین کی ہیں۔

18- اسلامی مساوات کا اصول تحریر کریں۔

جواب: اسلام انسانوں کے درمیان مساوات کا علم بردار ہے۔ اسلام رنگ و نسل، زبان و ثقافت اور امارت و غربت سمیت تمام امتیازات کی نفی کرتا ہے۔

19- حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں مساوات کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے، سوائے تقویٰ کے۔

20- اسلامی اصولوں کے عوامی اخلاق پر دو اثرات تحریر کریں۔ (SGD. GI, 2024)

جواب: (i) لوگوں کو عدل و انصاف پر قائم رہنے پر راغب کرتے ہیں۔ (ii) اسلامی اصولوں کو اپنانے سے سماجی تفریق ختم ہوتی ہے۔

21- اسلامی فلاحی ریاست کی تعریف بیان کریں۔

جواب: اسلامی فلاحی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جو اسلامی اصولوں پر مبنی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہی ہو اور جس کا مقصد ایسا معاشرہ قائم کرنا ہو جہاں عدل و انصاف، مساوات، اخوت اور معاشی خوش حالی ہو۔

22- امن و امان کی بنیاد کے بارے میں قرآن مجید میں کیا ارشاد فرمایا گیا ہے؟ (RWP. GI, 2023)

جواب: اسلام کی بنیاد امن و امان پر ہے اور اسلام ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان (کے بدلے) یا زمین میں بغیر فساد مچانے کے قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا''۔ (سورۃ المائدہ: 32)

23- اسلامی فلاحی ریاست کے چار فرائض تحریر کریں۔

جواب: اسلامی فلاحی ریاست کے چار فرائض:

(i) عوام کی روحانی و مادی فلاح و بہبود (ii) ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا (iii) ان کو سہولیات مہیا کرنا (iv) انہیں نیکی کی راہ پر لگانا

24- اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین کون سا ہے؟ (DGK. GI, 2023)

جواب: اسلام ایسا دین ہے جو سارے انبیا کرام علیہم السلام کا دین ہے اور یہی دین اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے جو رواداری کا درس دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''بے شک (پسندیدہ) دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے''۔ (سورۃ آل عمران: 19)

25- حکومت الٰہیہ کے قیام کا مقصد تحریر کریں۔

جواب: حکومت الٰہیہ کے قیام کا مقصد لوگوں کو بُرے کاموں سے روکنا اور بھلائی کے کاموں کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر، تاکہ لوگوں میں بھائی چارہ، محبت، امن اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو اور لوگ امن و سکون سے زندگی بسر کر سکیں۔

26- اسلامی فلاحی ریاست میں اسلامی قوانین کا نفاذ کس کی ذمہ داری ہے؟

جواب: اسلامی فلاحی ریاست میں ریاست کا سربراہ عوام کا خادم ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور سنت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر مبنی قانون سازی اور اس کا نفاذ حاکم کی اولین ذمہ داری ہے۔

27- عوام کو بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کس کی ذمہ داری ہے؟

جواب: عوام کو تمام بنیادی ضروریات یعنی روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ سوشل سکیورٹی کی تمام سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا اسلامی ریاست کا فریضہ ہے۔

28- دفاع کے حوالے سے اسلامی ریاست کی کیا ذمہ داری ہے؟ (LHR. GII, 2024)

جواب: مملکت کو اندرونی و بیرونی خطرات سے بچانا اور ملکی سرحدوں کی حفاظت کے لیے دفاع کا انتظام کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے مضبوط فوج کا ہونا اور اسے جدید اسلحہ سے لیس کیا جانا ضروری ہے۔

29- ریاست مدینہ کن اصولوں پر قائم کی گئی؟

جواب: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی، جس میں توحید، مساوات، عدل و انصاف، اخلاق و تقویٰ اور حصول علم کے بنیادی اصول اپنائے گئے۔

30- اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ کا کیا تصور ہے؟

جواب: اسلامی ریاست میں تمام طاقتوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی پوری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ لہٰذا تمام امور مملکت اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں چلائے جاتے ہیں۔

31- اسلامی فلاحی ریاست کی بنیاد کن اصولوں پر رکھی گئی ہے؟

جواب: اسلامی فلاحی ریاست کی بنیاد توحید پر قائم ہے جب کہ رسالت و ختم نبوت اور یوم آخرت پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان مسلمان نہیں بن سکتا۔

-32 اسلامی ریاست میں اظہار رائے کی آزادی کا کیا تصور ہے؟

جواب: اسلامی ریاست میں عوام کو تحریر و تقریر کی مکمل آزادی دی جاتی ہے۔ اسلامی ریاست میں حکام پر تنقید کی آزادی ہوتی ہے۔ حکومت پر تنقید سے اصلاح کا پہلو نکلتا ہے۔

-33 اجتماعی ترقی کے لیے حکومت کی کیا ذمہ داری ہے؟ (FSD. GI, 2023)

جواب: اجتماعی ترقی کے لیے صنعتی، زرعی، معدنی اور تجارتی ترقی کے منصوبے بنانا اور انھیں نافذ کرنا اسلامی فلاحی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی ریاست اجتماعی بھلائی کے لیے نجی وسائل کو بھی قبضہ میں لے سکتی ہے البتہ اس کے لیے معاوضہ فوری طور پر ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

-34 اسلام نے حقوق العباد کے بارے میں کیا حکم دیا ہے؟

جواب: اسلام نے حقوق العباد پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اسلام نے اہل خانہ، ہمسایوں، قرابت داروں اور دیگر انسانوں کے حقوق مقرر کر دیے ہیں۔

-35 حقوق العباد ادا کرنے کے فوائد تحریر کریں۔

جواب: حقوق العباد ادا کرنے سے معاشرے میں اخوت، بھائی چارے، امن و سکون اور سکون قلب کی وہ فضا قائم ہوتی ہے جس سے معاشرہ جنت نظیر بن جاتا ہے۔

-36 قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نظریہ پاکستان کی وضاحت کن الفاظ میں کی؟

جواب: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نظریہ پاکستان کی وضاحت ان الفاظ میں کی: پاکستان تو اسی روز وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔

-37 قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کے 1940ء کے جلسہ میں دو قومی نظریہ کی تشریح کیسے فرمائی؟

جواب: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ 1940ء منٹو پارک لاہور میں مسلم لیگ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے دو قومی نظریہ کی تشریح کی اور فرمایا کہ ہندوستان میں دو قومیں بستی ہیں جن کی کوئی قدر مشترک نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے الگ مملکت کی ضرورت ہے۔

-38 قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ 1940ء میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مارچ 1940ء میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہمارا راہ نما اسلام ہے اور یہی ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے۔

-39 علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے علیحدہ مسلم ریاست کا کیا تصور پیش کیا؟

جواب: علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم قوم کی جداگانہ حیثیت پر زور دیا اور اسلام کو ایک مکمل نظام مانتے ہوئے برصغیر کے شمال مغرب میں علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کا تصور پیش کیا۔

-40 برصغیر میں جداگانہ انتخاب کا مطالبہ سب سے پہلے کس نے کیا؟ (SGD. GII, 2023)

جواب: برصغیر میں جداگانہ انتخاب کا مطالبہ سب سے پہلے سرسید احمد خان نے کیا۔

-41 قرارداد مقاصد میں آئین کے بارے میں کیا کہا گیا؟

جواب: قرارداد مقاصد کی رُو سے پاکستان کی نمائندہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد اور خود مختار مملکت پاکستان کے لیے ایک آئین مرتب کیا جائے۔

-42 قرارداد مقاصد کا مسودہ کب اور کس نے دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا؟ (FSD. GII, 2023)

جواب: پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں 7 مارچ 1949ء کو قرارداد مقاصد کا مسودہ پیش کیا۔

-43 قرارداد مقاصد کے مطابق مملکت پاکستان میں کن اصولوں کو مدنظر رکھا جائے گا؟

جواب: قرارداد مقاصد کی رو سے مملکت پاکستان میں اصول جمہوریت و حریت، مساوات و رواداری اور سماجی عدل کی، جس طرح اسلام نے تشریح کی ہے، پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

44- قراردادِ مقاصد کے چار اہم نکات تحریر کیجیے۔ (LHR. GI, 2023) (FSD. GII, 2024)

جواب: قراردادِ مقاصد کے اہم نکات:

(i) اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جو اپنا اختیار ریاست پاکستان کو تفویض کرتا ہے جس کو پاکستان کے منتخب نمائندے مقدس امانت کے طور پر قرآن وسنت کی حدود میں رہ کر استعمال کریں گے۔

(ii) جمہوریت، آزادی، مساوات، برداشت اور معاشرتی انصاف، اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنائے جائیں گے۔

(iii) مسلمان اپنی زندگیاں انفرادی یا اجتماعی طور پر اسلام کی تعلیمات جو قرآن وسنت کے مطابق ہیں گزار سکیں گے۔

(iv) پاکستان ایک وفاق ہوگا اور عدلیہ کو مکمل آزادی ہوگی۔

45- اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے کن شرائط پر دنیا کی بادشاہت اور خلافت کا وعدہ کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے دنیا کی بادشاہت اور خلافت کا وعدہ کیا ہے مگر دو شرائط کے ساتھ، ایک ایمان اور دوسرا عمل صالح والی زندگی۔

46- مسلمان زوال کا شکار کیوں ہوئے؟

جواب: مسلمانوں نے کئی صدیوں تک تمام علوم میں پوری دنیا کی قیادت کی ہے لیکن جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑا تو ان کا زوال شروع ہوگیا۔

47- جدیدیت کو فروغ دینے میں نوجوانوں کا کردار تحریر کریں۔ (LHR. GII, 2024)

جواب: جدیدیت کو فروغ دینے میں نوجوان کسی بھی معاشرے کا ایک طاقت ور اور متحرک طبقہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس معاشرے کے دوست اور دشمن دونوں اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ نوجوان طبقہ کی توجہ حاصل کر کے انھیں اپنے اہداف کے لیے استعمال کریں۔

48- یورپ کی ترقی کی وجہ کیا تھی؟

جواب: یورپ کے صنعتی انقلاب نے حالات بدل دیے، یورپ نے ترقی کرنا شروع کی اور مسلمان پستی میں چلے گئے۔

49- مسلمانوں کی راہ نمائی میں مسلمان مفکرین کا کردار تحریر کریں۔

جواب: یورپ کی ترقی اور مسلمانوں کے زوال کے بعد بہت سے مسلمان مفکرین نے مسلمانوں کی راہ نمائی کی اور ان کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ اُن کا خیال تھا کہ اسلام اور جدیدیت میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

50- اسلام کا شر پسندی اور دہشت گردی کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟

جواب: اسلام امن وامان قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام شر پسندی، ڈاکا زنی، دہشت گردی، بدامنی اور سماج دشمنی کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام ایسے عناصر کی سزا قتل یا سولی یا جلاوطنی قرار دیتا ہے۔

51- اسلام نے امن وامان کے قیام کے لیے کون سے راہ نما اصول طے کیے ہیں؟

جواب: امن وامان کے قیام کے لیے اسلام کے راہ نما اصول:

(i) اسلام یہ بتاتا ہے کہ اگر دنیا میں امن وسکون چاہتے ہو تو ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ، اپنی اصلاح کرلو اور اچھے کام کرو۔

(ii) عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے۔ اس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔

(iii) انسانی سماج میں اخوت وہمدردی اور بھائی چارے کو فروغ دیا جائے، ہر شخص دوسرے کا خیر خواہ ہو اور اس کی عزت وآبرو کا محافظ ہو۔

52- جرائم کی سرکوبی کے لیے اسلامی سزاؤں پر تبصرہ کریں۔

جواب: اسلام نے جرائم کو جڑ سے ختم کرنے کے لیے جو سزائیں تجویز کی ہیں، بظاہر وہ سنگین اور حقوق انسانی کے خلاف نظر آتی ہیں لیکن جرائم کی کثرت اور ان کی سنگین نوعیت نے اب یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے سدِ باب کے لیے اسلامی قوانین کا نفاذ ضروری ہے۔